Postal Reg.No PB/0154/2003/TO2005

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحِیم　نحمدُہٗ ونُصلّی علی رسُولِہِ الکریم　وعلی عبدہِ المسیح المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَ کُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 53

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

شمارہ 25/26

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ

3/10 جمادی الاول 1425 ہجری 22/29 احسان 1383 ہش 22/29 جون 2004ء

اخبار احمدیہ

قادیان 19 جون (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہٖ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو علم کی فضیلت اور علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ پیارے آقا کی صحت وتندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ.

قرآنِ کریم وہ کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو
اگر جن وانس سب اکٹھے ہوجائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے

ارشاد باری تعالیٰ

الٓمٓ ذٰلِکَ الکتابُ لاریبَ فیہِ ھُدیً لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ۔۳)

مَیں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں یہ وہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔

☆ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (اعراف ۲۰۵)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سُنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

☆اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا (بنی اسرائیل)

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوکر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔

☆وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُراٰنِ مَاھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُومِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:۸۳)

اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کیلئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا. (بنی اسرائیل ۸۸-۹۰)

تو کہہ دے کہ اگر جن وانس سب اکٹھے ہوجائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے۔خواہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔

☆تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرحمٰنِ الرَّحِیْمِ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْن

اس کا نازل کیا جانا رحمان (اور) رحیم کی طرف سے ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں ایک ایسے قرآن کی صورت میں جو نہایت فصیح و بلیغ ہے ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔(حٰم سجدہ)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆۔عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور سکھائے۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَلْمَاھِرُ بِالْقُراٰنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَالَّذِیْ یَقْرأُ القرآنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَھُوَ عَلَیْہِ شَاقٌّ لَہٗ اَجْرَان (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کی عمدہ تلاوت کرنے والا نیک بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو شخص قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر قرآن کی تلاوت مشکل ہے اس کیلئے دو ثواب ہیں۔

☆۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّ الَّذِی لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں قرآن سے کچھ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

☆۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْب تصدأُ کَمَا یصْدَأ الْحَدِید اذا اصابہ الماء قیل یا رسول اللہ وما جلاء ھا قال کثرۃ ذکر الموت وتلاوت القرآن (بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل زنگ پکڑتے ہیں جیسے لوہا زنگ پکڑتا ہے جب اس کو پانی پہنچتا ہے کہا گیا اے اللہ کے رسول اس کا صیقل کیا ہے فرمایا موت کو یاد کرنا اور قرآن پڑھنا۔

☆۔ لیس منا من لم یتغن بالقرآن (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

جماعت احمدیہ-قرآن کی خادم جماعت

آج رُوئے زمین پر اسلام کا درد رکھنے والی اگر کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔ آج دنیا کے پردے پر قرآن مجید کی اشاعت اور دین متین کے وقار کو قائم کرنے اور اس کی سر بلندی کیلئے کوئی جماعت اپنے سینے میں انتہائی تڑپ رکھتی ہے اور اس کیلئے دن رات کوشاں ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو صحیح معنوں میں قرآن کی خادم جماعت کہلانے کی مستحق ہے۔ اور ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ یہ جس ''جری اللہ'' کی جماعت ہے اس ''جری اللہ'' کے تئیں اس کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی کر رکھی تھی کہ اگر ایمان کا دنیا سے نام ونشان بھی مٹ چکا ہوگا تو آنے والا مسیح اس کھوئی ہوئی گم گشتہ متاع ایمان کو پھر سے دنیا میں قائم ودائم اور جاری وساری کردے گا۔ ہاں جی ہاں! آج ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ اللہ کا پہلوان، ایسا بلا کا پہلوان تھا کہ اکیلا ساری دنیا کے سامنے سینہ سپر ہوگیا، اور قرآن مجید کا زندہ ہونا اور زندگی بخش ہونا دنیا کے سامنے ثابت کردیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ مذہبی اعتبار سے زبردست جنگ وجدل کا زمانہ تھا۔ اسلام کو چاروں طرف سے سخت یلغار کا سامنا تھا ایسے میں آپ کے ہاتھ میں جو واحد ہتھیار تھا وہ قرآن مجید کا ہی ہتھیار تھا۔ یہ ایسا یقینی کاٹنے والا شمشیر براں تھا کہ آپ نے جدھر کا بھی رخ کیا دشمنوں کو اس کے ذریعہ زیر کرتے چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

☆-قرآن کریم بلاشبہ جامع حقائق ومعارف اور ہر زمانہ کی بدعات کا مقابلہ کرنے والا ہے اس عاجز کا سینہ اس کی چشم دید برکتوں سے پُر ہے....خدا تعالیٰ نے جس قوم کے ساتھ کبھی ہمیں ٹکرا دیا اس قوم پر قرآن کے ذریعہ ہی ہم نے فتح پائی۔ (الحق لدھیانہ)

☆-''خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے'' (الحکم ۳۱ر مئی ۱۹۰۰ء)

☆-''مجھے بھیجا گیا ہے تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھا دوں اور یہ سب کام ہو رہا ہے''۔ (الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۳ء بحوالہ شان قرآن مؤلفہ سلطان احمد پیر کوٹی مطبوعہ قادیان صفحہ ۱۹۴-۱۹۸-۲۰۲)

قارئین! ایسے وقت میں جبکہ قرآن مجید اپنی پیشگوئی کے مطابق کلیۃً مھجور و متروک ہوگیا تھا اور صرف طاقچوں کی زینت بن کر رہ گیا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کو زندہ کتاب، زندگی بخش کتاب ثابت کر دکھایا۔ اس کے معارف ودقائق کے دریا بہا دیئے۔ اس میں چھپے ہوئے قیمتی خزانوں اور ہیرے جواہرات نکال نکال کر دنیا کو دیئے۔ اور قرآنی دلائل وبراہین سے اس شاندار طریق سے اسلام کا دفاع کیا کہ دشمن ساکت وصامت حیران ومبہوت رہ گیا آپ علیہ السلام نے اس کی چمک دمک سے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ کردیں۔ جلسہ مذاہب عالم لاہور میں آپ کا جو لیکچر پڑھا گیا اور جو بعد میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع ہوا اس کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقررہ پانچ سوالوں کے جواب صرف اور صرف قرآن مجید سے دیئے ہیں کسی بھی اور علم کا سہارا نہ لیا صرف اس بناء پر تا آپ قرآن مجید کا اعجاز اور اس کا دائمی اور عالمگیر ہونا بڑے شدومد کے ساتھ ثابت کردیں۔ آپ نے اس میں قرآن مجید کی تفسیر ایسے حسین ودلنشین پیرایہ میں کی کہ دنیا اس کتاب کی عظمت کی قائل ہے۔ قارئین! یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے آپ کی تمام تر تالیفات قرآن کریم کا زندگی بخش ہونا ثابت کرتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کرام نے یہ بار امانت اپنے کندھوں پر اُٹھائی اور خوب اس کا حق ادا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت یہ فرما دیا تھا کہ اس کی آمد سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ کی گئی تفسیر ''تفسیر صغیر'' اور ''تفسیر کبیر'' کے نہایت اعلیٰ تفسیر ہونے کی دنیا قائل ہے۔

دور خلافت رابعہ میں تو قرآن مجید کا نور ایم ٹی اے کے ذریعہ آسمان سے اُمڈ اُمڈ کر برسنے لگا۔ اور جس طرح موسلا دھار بارش سیرابی بخشتی ہے، دور خلافت رابعہ میں قرآن مجید کے انوار وبرکات کی بارش نے روحانی پیاسوں کی خوب پیاس بجھائی۔ درس وتدریس اور تالیف وتصنیف میں قرآنی حقائق ومعارف بیان کرنے کے علاوہ مکمل قرآن مجید کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دور جدید کے سائنسی حقائق کو پیش نظر رکھ کر کیا جو قرآن مجید کی ایک عظیم خدمت ہے۔

آج جبکہ ہم خلافت خامسہ کے بابرکت دور سے گزر رہے ہیں آج جماعت احمدیہ کی طرف سے ۵۷ زبانوں میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ایسے تراجم جو تیار ہو چکے ہیں اور جن پر نظر ثانی کا کام ہو رہا ہے اور عنقریب طبع ہونے والے ہیں ان کی تعداد ۲۵ ہے اور مزید ۱۱ زبانوں پر ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔

(ماخوذ از خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۶ جولائی ۰۳ء بحوالہ اخبار بدر ۱۴-۱۷ر اکتوبر ۰۳ء)

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ ۰۳ء کے موقعہ پر پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

''جب تک ہم قرآن پڑھ کر، سمجھ کر اس کی تعلیم کو اپنے اوپر اور اپنی نسلوں پر لاگو نہیں کریں گے ہمارے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی''۔ (اخبار بدر ۱۷ر جون ۰۴ء صفحہ ۲)

پس ہمیں خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کوشش کرنی چاہئے کہ قرآن مجید کی تعلیم پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں۔ (منصور احمد)

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ہے شکر رب عز و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

اس نے درخت دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہو گیا

وہ رہ جو ذات عز و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یار گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ رہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی سب دور ہو گئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی

جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

جاڑے کی رت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشق خدا کی آگ ہر ایک دل میں اٹ گئی

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

موجوں سے اس کے پردے وساوس کے پھٹ گئے
جو کفر اور فسق کے ٹیلے تھے کٹ گئے

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اس آفتاب سے وہ عجیب دھوپ پاتے ہیں

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور وشر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرہ بھر

پر یہ کلام نورِ خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے
کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہر گز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہر گز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

قرآن شریف بلا ریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے
اور ہر ایک زمانہ کی ضرورتِ لاحقہ کا کامل طور پر متکفل ہے

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۷ بحوالہ شانِ قرآن مؤلفہ سلطان احمد پیر کوٹی مطبوعہ قادیان)

قرآن مجید کے دقائق بحرِ ذخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو، کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیطِ بیان سے رہ گئی ہو، کوئی نور نہیں جو اس کی مطابعت سے نہ ملتا ہو

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن کریم شرک، بدعت اور مخلوق پرستی کی تعلیم سے پاک ہے

آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہیں۔ جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالاتِ حضرت عزت کے ظاہر کرنے کیلئے انتہاء کا جوش ہے۔ جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے۔ اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگایا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا دیتا ہے۔ اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر یک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دُور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے۔ گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے۔ اور بینائی دِل اور بصیرت قلبی کیلئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے۔ اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۱-۹۲)

قرآن کریم کی پیروی سے قوی توکّل، محکم یقین اور ایک لذیذ محبت الٰہی عطا ہوتی ہے

لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اُترتے ہیں۔ اور معارف اور نکات اُن کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے....اور ایک لذیذ محبتِ الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجود کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دیکر نچوڑا جائے تو اُن کا عرق بجز حبِّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا اُن سے ناواقف اور وہ دنیا سے دُور تر بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ اُنہیں یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ اُنہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دُعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دَوڑتا ہے وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور اُن کے در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر یک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ اُن کا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۳-۲۴)

قرآن کریم نے اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرمایا ہے

قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے۔ اور بلند آواز سے ھَلْ مِنْ مُعَارِضٍ کا نقارہ بجا رہا ہے۔ اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخار کی طرح جوش مار رہے ہیں۔ اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۴ تا صفحہ ۵۵۶ حاشیہ نمبر ۱۱)

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا یقینی اور قطعی کلام ہے

قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلامِ الٰہی ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ تک دخل نہیں اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہی کلام ہے۔ اور کسی فرقہ اسلام کو اس کے ماننے سے چارہ نہیں۔ اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ وہ وحی متلو ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں۔ وہ باعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۸ و صفحہ ۵۲۹)

قرآن کریم غیر محدود حقائق معارف اور علوم پر مشتمل ہے

جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہلِ زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو ملزم و ساکت ولاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کیلئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ نقطہ بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو۔ کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے۔

ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو

......﴿ارشاد حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ﴾......

''مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹالی ہے اور دوسری طرف چلے گئے ہیں حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کو اس کی طرف پوری توجہ کرنی چاہئے اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ اگر کسی شخص کو اس کے کسی دوست کا کوئی خط آجائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا۔ تب اسے یقین آئے گا کہ پڑھنے والے نے صحیح پڑھا ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غرباء قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور امراء اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے حالانکہ جو شخص دنیاوی لحاظ سے کوئی علم رکھتا ہے یا امیر ہے، اس کیلئے قرآن کریم کا پڑھنا زیادہ آسان ہے کیونکہ اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کے مواقع میسر آسکتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگ جو کہ تعلیم یافتہ ہیں مثلاً ڈاکٹر ہیں، وکیل ہیں، بیرسٹر ہیں، انجینئر ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مجرم ہیں کیونکہ وہ اگر قرآن کریم پڑھنا چاہتے تو بہت آسانی سے اور بہت جلدی پڑھ سکتے تھے۔ پس ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہیں۔ دوسرے لوگوں کے متعلق تو یہ خیال جا سکتا ہے کہ ان کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا لیکن ان لوگوں کے دماغ تو روشن تھے اور حافظہ کام کرتا تھا۔ تبھی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھ لئے ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں دنیوی علوم کیلئے تو وقت اور حافظہ مل گیا لیکن میرے کلام کو سمجھنے کیلئے نہ تمہارے پاس وقت تھا اور نہ ہی تمہارے پاس حافظہ تھا۔ ایک غریب آدمی کو دن میں دس بارہ گھنٹے اپنے پیٹ کیلئے بھی کام کرنا پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے وہ قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک امیر آدمی یا ایک وکیل یا ایک بیرسٹر یا ایک ڈاکٹر جن کو چند گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے ان کیلئے قرآن کریم پڑھنا کیا مشکل ہے۔ یہ سب سستی اور غفلت کی علامت ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کیلئے رستہ آسان کر دیتا ہے۔ دوسری دنیا تو پہلے ہی دنیا کمانے میں منہمک ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔ اگر ہماری جماعت بھی اسی طرح کرے تو کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا علم و ہنر اور دوسری ایجادوں میں تو ترقی کرتی جا رہی ہے لیکن چونکہ قرآن کریم سے دور جا رہی ہے اس لئے وہی چیزیں اس پر تباہی اور بربادی لا رہی ہیں۔ جب تک لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے۔ جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے اسوقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے۔ یہی دنیا کا مداوا ہے۔ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو اور قرآن کریم کی تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے تا کہ دنیا اس مامن کے سایہ تلے آکر امن حاصل کرے''۔ (فرمودہ ۱۰ ؍مئی ۱۹۴۶ء مطبوعہ الفضل ۱۴ ؍ستمبر ۱۹۶۰ء)

خطبہ جمعہ

نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی توبہ قبول کرنے اور ان کی بخشش کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ہر وقت اس کی مغفرت طلب کرتے رہنا چاہئے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۴ رمئی ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۴ رہجرت ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له واشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلک يوم الدين ۔ إياک نعبد و إياک نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

(سورۃ النساء آیت نمبر:111)

انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ غلطیوں، کوتاہیوں اور سستیوں کی طرف بہت جلد راغب ہو جاتا ہے اور اس بشری کمزوری اور فطری تقاضے کی زد میں، اس کی لپیٹ میں ایک عام آدمی تو آتا ہی ہے جو دنیاوی دھندوں میں پڑا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف، اس سے اپنے گناہوں کی معافی کی طرف اس کی ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی۔ لیکن نیک لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے حتیٰ کہ انبیاء بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یاالٰہی تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں“۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۰۷۔ جدید ایڈیشن)

تو جب انبیاء کی یہ حالت ہو کہ وہ ہر وقت استغفار کرنے، ہر وقت اپنے رب سے اس کی حفاظت میں رہنے کی دعا کرتے ہیں تو پھر ایک عام آدمی کو کس قدر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سے جو روزانہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں غلطیاں ہوتی ہیں یا ہو سکتی ہیں ان سے بچنے کے لئے یا ان کے بداثرات سے بچنے کے لئے استغفار کرے۔ اور اگر پہلے اس طرف توجہ ہو جائے تو بہت سی غلطیوں اور گناہوں سے انسان پہلے ہی بچ سکتا ہے۔ پس اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے مومن بندوں کی توبہ قبول کرنے، ان کی بخشش کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور قرآن کریم نے بیسیوں جگہ مغفرت کے مضمون کا مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے، کہیں دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ تم یہ دعائیں مانگو تو بہت سی فطری اور بشری کمزوریوں سے بچ جاؤ گے۔ کہیں یہ ترغیب دلائی ہے کہ اس طرح بخشش طلب کرو تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ کہیں بشارت دے رہا ہے، کہیں وعدے کر رہا ہے کہ اس اس طرح میری بخشش طلب کرو تو اس دنیا کے گند سے بچائے جاؤ گے اور میری جنتوں کو حاصل کرنے والے بنو گے۔ کہیں یہ اظہار ہے کہ میں مغفرت طلب کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ غرض اگر انسان غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے پیار، محبت اور مغفرت کے سلوک پر اللہ تعالیٰ کا تمام عمر بھی شکر ادا کرتا رہے تو نہیں کر سکتا۔ ہماری بدقسمتی ہوگی کہ اگر اس کے باوجود بھی ہم اس غفور رحیم خدا کی رحمتوں سے حصہ نہ لے سکیں اور بجائے نیکیوں میں ترقی کرنے کے برائیوں میں دھنستے چلے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ہر وقت اس کی مغفرت طلب کرتے رہنا چاہئے۔ وہ ہمیشہ ہمیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹے رکھے اور ہمیں ہر گناہ سے بچائے اور گزشتہ گناہوں کو بھی معاف فرماتا رہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت کے گناہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے اور دن کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو۔ (مسلم)

یعنی یہ ناممکن ہے جب سے یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ مغفرت کی چادر میں اپنے پاک بندوں کو نہ لپیٹتا رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”استغفار کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا۔ اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کیا کرتے ہیں اور عوام بھی“۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”غفر کہتے ہیں ڈھکنے کو۔ اصل بات یہی ہے کہ جو طاقت خدا کو ہے وہ نہ کسی نبی کو ہے، نہ کسی ولی کو اور نہ رسول کو۔ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں۔ پس انبیاء بھی حفاظت کے واسطے خدا کے محتاج ہیں۔ پس اظہار عبودیت کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور انبیاء کی طرح اپنی حفاظت خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے“۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۰۷ جدید ایڈیشن)

حدیث میں آتا ہے، ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے تھے کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں“۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات۔ باب استغفار النبیؐ فی الیوم واللیلة)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں طلب مغفرت کرنا کہ یاالٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا پس چاہئے کہ توبہ استغفار منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھ کر تڑپ اور سچی پیاس سے خدا کے حضور دعائیں کرو“۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۰۷۔۶۰۸)

یہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”سو اس طور کی طبیعتیں بھی دنیا میں پائی جاتی ہیں کہ جن کا وجود روزمرہ کے مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کے نفس کا شورش اور اشتعال جو فطرتی ہے کم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو خدا نے لگا دیا اس کو کون دور کرے ہاں خدا نے ان کا ایک علاج بھی رکھا ہے۔ وہ کیا ہے؟ توبہ و استغفار اور ندامت، یعنی جبکہ برا فعل جو ان کے نفس کا تقاضا ہے ان سے صادر ہو یا حسب خاصہ فطرتی کوئی برا خیال دل میں آوے تو اگر وہ توبہ و استغفار سے اس کا تدارک چاہیں تو خدا اس گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ جب وہ بار بار ٹھوکر کھانے سے بار بار نادم اور تائب ہوں تو وہ ندامت اور توبہ اس آلودگی کو دھو ڈالتی ہے۔ یہی حقیقی کفارہ ہے جو اس فطرتی گناہ کا علاج ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:۱۱۱) جس سے کوئی بدعملی ہو جائے یا اپنے نفس پر کسی نوع کا ظلم کرے اور پھر پشیمان ہو کر خدا سے معافی چاہے تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائے گا۔

اس لطیف اور پرحکمت عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے لغزش اور گناہ نفوس ناقصہ کا خاصہ ہے جو

ان سے سرزد ہوتا ہے اس کے مقابلے پر خدا کا ازلی اور ابدی خاصہ مغفرت ورحم ہے۔ اور اپنی ذات میں وہ غفور ورحیم ہے۔ یعنی اس کی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہیں بلکہ وہ اس کی ذات قدیم کی صفت قدیم ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور جوہر قابل پر اس کا فیضان چاہتا ہے۔ یعنی جب کبھی کوئی بشر بروقت صدور لغزش و گناہ بندامت وتوبہ خدا کی طرف رجوع کرے" یعنی جب کوئی انسان اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور پھر اس پہ شرمندگی، ندامت اور پشیمانی ہو تو فرمایا کہ ایسی حالت میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف انسان جھکے "تو وہ خدا کے نزدیک اس قابل ہو جاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتھ خدا اس کی طرف رجوع کرے"۔ تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کی پریشانی، پشیمانی، شرمندگی اور استغفار دیکھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی مغفرت کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ تو فرمایا کہ "یہ رجوع الٰہی بندۂ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ میں محدود نہیں بلکہ یہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں خاصۂ دائمی ہے"۔

فرمایا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ رجوع کرتا ہے اپنے ایسے بندے پر جو کئے ہوئے گناہوں پر نادم بھی ہو اور اس کی معافی بھی مانگ رہا ہو تو ایک دو دفعہ تک محدود نہیں ہے۔ مستقل انسان استغفار کرتا رہتا ہے، مستقل اس سے معافی مانگتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ اس کی نیت دیکھ کر اس کے گناہوں کو بخشتا رہتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہر مرتبہ جان بوجھ کے گناہ کرتے چلے جاؤ بلکہ نیت ایسی ہو کہ شرمندگی ہو اور گناہوں سے بچنے کی کوشش بھی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ معاف کرتا چلا جاتا ہے۔" اور جب تک کوئی گناہگار توبہ کی حالت میں اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصہ اس کا ضرور اس پر ظاہر ہوتا رہتا ہے"۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۸۶۔۱۸۷۔حاشیہ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یعنی گناہ کے محرکات اسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور گناہ کے بدنتائج سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ! توبہ کی علامت کیا ہے آپؐ نے فرمایا ندامت اور پریشانی علامت توبہ ہے۔ (رسالہ قشیریہ باب التوبہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا۔ اور پھر اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۴۔۵۹۵)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: "حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے۔ جیسے اللہ کا وعدہ ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں۔ توبہ حقیقت میں ایک ایسی شے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازمات کے ساتھ کی جاوے تو اس کے ساتھ ہی انسان کے اندر پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے۔ جو اس کو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

یہی باعث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یعنی توبہ سے پہلے کے گناہ اس کو معاف ہو جاتے ہیں اس وقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے اور جو بے جا حرکات اور بے اعتدالیاں اس کے چال چلن میں پائی جاتی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۳۲) تو فرمایا توبہ کے ذریعے سے پاکیزگی کا بیج ہے جو ہمارے دلوں میں بویا جاتا ہے۔

تو اس زمانے میں بھی جبکہ ہر طرف دنیا میں اتنا زیادہ گند ہو چکا ہے، ہمیں خاص طور پر احمدیوں کو اپنے اندر پاکیزگی کے بیج کی پرورش کے لئے بہت زیادہ کوشش اور استغفار کی ضرورت ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے اور دل صاف کرے اور اس طرح ہمیں اپنے دل کی زمین کو تیار کرنا ہوگا اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے نیکی کے بیج کی پرورش کرنی ہوگی جس طرح ایک زمیندار جب اپنی فصل کے لئے بیج کھیت میں ڈالتا ہے تو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنے کے لئے وہ بعض دفعہ بیج ڈالنے سے پہلے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جو جڑی بوٹیوں کو اگنے میں مدد دیتے ہیں، تاکہ جو بھی جڑی بوٹیاں ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ اور جب وہ ظاہر ہو جائیں تو ان کو تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اسی طرح ہمیں بھی اپنے گناہوں کی جڑی بوٹیوں کے بیج کو بھی ظاہر کرنا پھر اس کو تلف کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے، اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ تاکہ نیکی کا بیج صحیح طور پر نشوونما پا سکے۔ جب نیکی کا بیج پھوٹتا ہے، بڑھنا شروع ہوتا ہے تو اس کی پھر اس طرح ہی مثال ہے کہ پھر شیطان بعض حملے کرتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنی برائیوں کے بیج پھینک رہا ہوتا ہے یا کچھ نہ کچھ بیج برائی کا بھی دل میں رہ جاتا ہے تو جس طرح فصل لگانے کے بعد زمیندار دیکھتا ہے کہ بعض دفعہ فصل کے ساتھ بھی دوبارہ جڑی بوٹیاں اگنی شروع ہو جاتی ہیں تو پھر زمیندار کئی طریقے استعمال کرتا ہے۔ بوٹی مار دوائیاں پھینکتا ہے یا گوڈی کرتا ہے، زمین صاف کرتا ہے تاکہ ان بوٹیوں کو تلف کیا جائے تو اس طرح انسان کو بھی اپنے اندر نیکی کے بیج کو خالص ہو کر بڑھنے اور پنپنے کا ماحول میسر کرنے کے لئے استغفار کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کی پرورش کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تو جب اس طریق سے اپنے اندر نیکیوں کے بیج کو ہم پروان چڑھائیں گے اور پروان چڑھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھلے گا اور پھولے گا اور پھر بڑھے گا اور ہمارے تمام وجود پر نیکیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اور ہر برائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو جائے گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمہ وقت استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اس کے نکلنے کے لئے راہ پیدا کر دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اسے اس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکے"۔ (ابوداؤد۔ کتاب الوتر باب فی الاستغفار)

پھر ایک اور روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی بے آب وگیاہ جنگل میں گم ہو جائے اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو وہ اس کو اتنا ڈھونڈے وہ اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے اور پھر کسی درخت کے تنے کے پاس سے گزرے اور دیکھے کہ اس کی اونٹنی کی لگام کسی درخت کی جڑوں سے اٹکی ہوئی ہے۔ تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ شخص تو بہت خوش ہوگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے"۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التوبہ)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خوشی کا حال اپنے بندوں کی توبہ کی طرف مائل ہوتے دیکھ کر اور گناہوں سے معافی مانگتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہونے پر۔ تو جب اللہ تعالیٰ کو ہمارا اس قدر خیال ہے تو ہمیں کس قدر بڑھ کر اس سے محبت کرنی چاہئے۔ اور اس کے آگے جھکنا چاہئے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔ اس کے انبیاء کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان تمام باتوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

"حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ نہیں بخشے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اسے بخش دیا ہاں (یہ جو کہنے والا ہے) خود اس شخص کے اعمال ضائع ہو گئے جس نے ایسا کہا"۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللہ)

تو بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ بیٹھ کر باتیں کر دیتے ہیں اپنی نیکیوں کے زعم میں فتوے لگا دیتے ہیں کہ فلاں گناہ گار ہے، فلاں یہ ہے، فلاں وہ ہے، اور یہ بخشا نہیں جا سکتا۔ تو بخشا یا نہ بخشا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بندے کا کام نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا کام کسی بندے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

ضروری اعلان

ناظمین کرام مجالس انصاراللہ توجہ فرمائیں

سالانہ اجتماع میں شرکت کے تعلق سے ایک ضروری ھدایت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

"ناظمین اضلاع، زعماء مجالس کی اجتماع میں شرکت لازمی ہے۔ انتہائی ناگزیر حالات کی بناء پر قاعدہ نمبر ۱۸۸ دستور اساسی کے تحت صدر محترم سے پیشگی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔ (ھدایات برائے مجالس انصاراللہ صفحہ ۹)

قاعدہ نمبر ۱۸۸ دستور اساسی اس طرح ہے۔

"اندرون ملک، ناظمین علاقہ، ناظمین اضلاع، زعماء اعلیٰ اور زعماء کی مرکزی اجتماع میں حاضری ضروری ہوگی سوائے اس کے کہ وہ صدر مجلس سے قبل از وقت رخصت لے لیں"۔

لہٰذا جملہ ناظمین کرام خود بھی اور زعماء مجالس انصاراللہ کو بھی اس طرف ضروری توجہ دلائیں۔ جزاکم اللہ۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس انصاراللہ بھارت)

ایسی باتیں کر کے سوائے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہوں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

”حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے 99 قتل کئے تھے آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور اس نے اس علاقے کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تاکہ وہ اس سے گناہ سے توبہ کرنے کے بارے میں پوچھے تو اسے ایک تارک الدنیا عابد زاہد کا پتہ بتایا گیا وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے 99 قتل کئے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس عابد اور زاہد نے کہا ایسے آدمی کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے اور اتنے بڑے گناہ کیسے معاف ہو سکتے ہیں اس پر اس نے اس کو بھی قتل کر دیا اس طرح پورے 100 قتل ہو گئے، پھر اسے ندامت ہوئی، شرمندگی ہوئی اور اس نے کسی بڑے عالم کے متعلق پوچھا پھر اسے ایک بڑے عالم کا پتہ بتایا گیا وہ اس کے پاس آیا اور کہا اور میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں توبہ کا دروازہ کیسے بند ہو سکتا ہے اور توبہ کرنے والے اور اس کی توبہ قبول ہونے کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ تم فلاں علاقے میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گے اور دین کے کام کر رہے ہوں گے، تم بھی ان کے ساتھ اس نیک کام میں شریک ہو جاؤ اور ان کی مدد کرو نیز اپنے اس علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ یہ برا اور فتنہ خیز علاقہ ہے چنانچہ وہ اس سمت میں چل پڑا لیکن ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ موت نے اسے آلیا، تب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے، رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اس شخص نے توبہ قبول کر لی ہے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا ہے اس لئے ہم اسے جنت میں لے جائیں گے۔ عذاب کے فرشتے کہتے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے تو اسی اثناء میں اس کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور اس کو انہوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا اس نے ان دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جس علاقے سے یہ آ رہا ہے اور جس کی طرف یہ جا رہا ہے دونوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو اس میں سے جس علاقے سے وہ زیادہ قریب ہے وہ اسی علاقے کا شمار ہو گا۔ پس انہوں نے فاصلہ ماپا تو اس علاقے کے زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا۔ اس پر رحمت کے فرشتے اسے جنت کی طرف لے گئے“۔ (مسلم ۔کتاب التوبة۔ باب قبول توبة القاتل وان كثر قتله) تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش کے طریق کہ نیک نیتی سے اس کی طرف بڑھو، توبہ کرو استغفار کرو تو وہ یقیناً تمہیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو، حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں اے میرے رب! انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کی کیا کیفیت ہو گی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں۔ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں، تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں، پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی اس پر فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے رب ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا“۔

(مسلم كتاب الذكر .باب فضل مجالس الذكر).

تو اللہ تعالیٰ نے راہ چلتے تماش بین کو وہاں بیٹھنے کی وجہ سے بھی بخش دیا کیونکہ اس وقت اس کے کانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آواز پہنچ رہی تھی۔ ہماری مساجد میں حدیث کے درس ہوتے ہیں یا مختلف ملفوظات وغیرہ کے اجلاسات ہیں، اجتماعات ہیں تو ان میں پہلے سے بڑھ کر ہماری حاضریاں ہونی چاہئیں۔ کیا پتہ اللہ تعالیٰ کو کس وقت کیا چیز پسند آ جائے اور ہماری بخشش کے سامان ہو جائیں۔ پھر جمعہ ہے، اپنے کام کی خاطر بعض لوگ جمعہ چھوڑ دیتے ہیں تو یہ خاص طور پر عبادت کا دن ہے ہفتہ میں ایک دن آتا ہے۔ خطبہ ہے نماز ہے اس کو ضرور سننا چاہئے اور ہر وہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہمیں کیا علم کس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل کرنے والے ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا۔ یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار سے موسوم کرتا ہے“۔ (نور القرآن ۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۵۷)۔ فرمایا کہ ہر گند سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے، اس کے قرب کو پانے کے لئے اپنے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لئے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

پھر ایک شخص نے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی کہ میرا قرض بہت ہے دعا کریں اتر جائے۔ (اب بھی بہت لوگ لکھتے رہتے ہیں) تو آپؑ نے فرمایا: ”استغفار بہت پڑھا کرو انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے، نیز استغفار کلید ترقیات ہے“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۴۲۔ جدید ایڈیشن)

تو فرمایا تمہاری ہر قسم کی ترقی کے لئے اور قرضوں سے بچنے کے لئے پریشانیاں دور ہونے کے لئے استغفار ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ غور کر کے سمجھ کر پڑھو صرف رٹے ہوئے الفاظ نہ دہراتے چلے جاؤ اور پھر ساتھ اپنے اندر جو برائیاں ہیں ان کا بھی جائزہ لیتے رہو اور محاسبہ کرتے رہو اور ان سے بھی بچنے کی کوشش کرتے رہو۔ ترقی کے دروازے تم پر کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور! میرے لئے دعا کریں میرے اولاد ہو جائے، آپؑ نے فرمایا: ”استغفار بہت کرو اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۴۳۔جدید ایڈیشن)

تو بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا لکھتے رہتے ہیں اولاد کے لئے بھی اور دوسری چیزوں کے لئے۔ ان کو یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔ لیکن بات وہی ہے کہ صرف رٹے ہوئے فقرے نہ ہوں بلکہ دل کی گہرائیوں سے استغفار کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور انسان اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

اب یہ ہے کہ استغفار کس طرح پڑھنا چاہئے۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچا لے“۔ استغفار پڑھنے سے یا تو بدانجام سے اللہ تعالیٰ بچا لیتا ہے یا وہ گناہ ہی اس سے سرزد نہیں ہوتا۔ ”سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے“۔ فرمایا: ”ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۲۵۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتا پھرے اور دل کی خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں“۔ یعنی فضول ہیں۔ ”ہاں دل کی دعائیں اصل دعائیں ہوتی ہیں جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 بینٹنک لین کلکتہ 70001
دکان 2248.5222, 2248.1652
2243.0794
رہائش 2237-0471, 2237-8468

ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ تو پھر خداوند رحیم کریم ہے وہ بلاٹل جاتی ہے۔ لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت استغفار کرنا چاہئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے"۔

(ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۸۲)

تو عام حالات میں بھی دیکھ لیں جب آدمی کسی بیماری میں تکلیف میں دنیا میں بھی کسی انسان کو پکارتا ہے تو وہ اس کی مدد کے لئے آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو جب اس طرح خالص ہو کر پکاریں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ ایک قدم چلو گے تو دو قدم چل کر آؤں گا، تم پیدل آؤ گے تو میں تمہاری طرف دوڑتا ہوا آؤں گا۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: " گناہ کی یہ حقیقت نہیں کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے جیسے مکھی کے دو پر ہیں ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر، اسی طرح انسان کے دو پر ہیں ایک معاصی کا اور دوسرا خجالت۔ توبہ، پریشانی کا۔ یہ ایک قاعدے کی بات ہے جیسے ایک شخص جب غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اس کے بعد پچھتاتا ہے گویا کہ دونوں پَر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے مگر کشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے"۔ زہر کو بھی جب ایک خاص پراسیس (Process) میں سے گزارا جائے تو وہ دوائی کا بھی کام دے جاتے ہیں۔ ایسے زہروں سے بہت ساری دوائیاں بنتی ہیں۔ فرمایا کہ: " اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔ کبر اور عجب کی آفت سے گناہ انسان کو بچائے رکھتا ہے۔ جب نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم 70 بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ گناہ سے توبہ وہی نہیں کرتا جو اس پر راضی ہو جاوے۔ اور جو گناہ کو گناہ جانتا ہے وہ آخر اسے چھوڑے گا"۔

فرمایا: " حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخرکار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدل دیا اور اب گناہ اسے بالطبع برا معلوم ہوگا جیسے بھیڑ کو میلا کھاتے دیکھ کر دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے اسی طرح وہ انسان بھی گناہ نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہے۔ مسلمانوں کو خنزیر کے گوشت سے بالطبع کراہت ہے۔ حالانکہ اور دوسرے ہزاروں کام کرتے ہیں جو حرام اور منع ہیں۔ تو اس میں حکمت یہی ہے کہ ایک نمونہ کراہت کا رکھ دیا ہے اور اسے سمجھا دیا ہے کہ اس طرح انسان کو گناہ سے نفرت ہو جاوے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۔ جدید ایڈیشن)

پس اگر انسان کے دل میں گناہ سے نفرت ہو جائے اور پھر اصلاح کی طرف قدم بڑھنا شروع ہو جائے تو آہستہ آہستہ تمام برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اب بعض شکایات آتی ہیں بعض نوجوانوں میں اور بعض ایسی پختہ عمر کے لوگوں میں بھی کہ نظام جماعت سے تعاون نہیں ہے، تربیتی طور پر بہت کمزور ہیں، فلمیں گندی دیکھ رہے ہوتے ہیں گھروں میں بھی، ٹی وی کے ذریعے سے یا انٹرنیٹ کے ذریعے سے۔ تو جب تک ہم اپنے گھروں میں یہ احساس نہیں پیدا کریں گے اپنے بچوں میں بھی اور اپنے آپ میں بھی یہ احساس نہیں پیدا کریں گے اور جب تک ہمارے قول و فعل میں تضاد ہوگا اصلاح کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔ بیعت کرنے کے بعد ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے دعوے بالکل کھوکھلے ہوں گے۔ ان گندے پروگراموں کو دیکھ کر اپنے اخلاقی اور روحانی نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اکثر ایسے پروگرام کچھ خرچ کرنے کے بعد ہی میسر آتے ہیں۔ تو ہماری توبہ و استغفار ایسی ہونی چاہئے کہ ہمارا ان باتوں کی طرف خیال ہی نہ جائے، توجہ ہی نہ ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: " انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی رہتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھ جاتی ہے نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی حالت ہو جاتی ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھے۔ قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۴۔ جدید ایڈیشن)

فرمایا کہ یہ روحانی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے، پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے تو مستقل مزاجی سے استغفار کرتے رہنا پڑے گا۔ نمازوں کی طرف توجہ ہونی چاہئے، نمازیں پڑھو، استغفار کرو تو اللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا لائے گا کہ انسان اپنے اندر تبدیلی محسوس کرے گا۔

پھر ایک موقع پر آپؑ نے کسی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: " نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں نماز میں دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! مجھ میں اور میرے گناہوں میں دوری ڈال۔ صدق سے انسان دعا کرتا رہے تو یہ یقینی بات ہے کہ کسی وقت منظور ہو جائے جلدی کرنی اچھی نہیں ہوتی۔ زمیندار ایک کھیت بوتا ہے تو اسی وقت نہیں کاٹ لیتا۔ بے صبری کرنے والا بے نصیب ہوتا ہے۔ نیک انسان کی یہ علامت ہے کہ وہ بے صبری نہیں کرتا۔ بے صبری کرنے والے بڑے بڑے بدنصیب دیکھے گئے ہیں۔ اگر ایک انسان کنواں کھودے اور بیس ہاتھ کھودے اور ایک ہاتھ رہ جائے تو اس وقت بے صبری سے چھوڑ دے تو اپنی ساری محنت کو برباد کرتا ہے اور اگر صبر سے ایک ہاتھ اور بھی کھودے لے تو گوہر مقصود پالیوے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ذوق اور شوق اور معرفت کی نعمت ہمیشہ دکھ کے بعد دیا کرتا ہے۔ اگر ہر ایک نعمت آسانی سے مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوا کرتی"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۵۲۔ جدید ایڈیشن)۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: " مَیں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے۔ اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو میں نُصْحًا لِلّٰہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو استغفار عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال آیت نمبر:34)۔ " یعنی اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ مغفرت اور بخشش طلب کر رہے ہوں تو" اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۳۴)

آج کل جو دنیا کی مشکلات ہیں اور ہر طرف ایک افراتفری پیدا ہو رہی ہے۔ ہر روز انسان اپنے اعمال کی وجہ سے شامت اعمال میں ہے، نیا فتنہ و فساد کھڑا ہو رہا ہے۔ نئی نئی مصیبتوں کے کھڑے ہونے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ ان میں ہم احمدیوں کو خاص طور پر دعاؤں اور استغفار کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو بچانے کے لئے احمدیوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اسے

جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

جامعہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست ۲۰۰۴ سے شروع ہو رہا ہے خواہشمند امیدوار مقررہ کوائف کے ہمراہ درخواست مقررہ فارم پر نظارت تعلیم میں ۳۰ جون تک ارسال کریں۔ شرائط و تفصیلات بدر 20/27 اپریل 2004 پر ملاحظہ فرمائیں۔

داخلہ جامعۃ المبشرین قادیان

جامعۃ المبشرین قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست 2004 کو شروع ہو رہا ہے خواہشمند امیدوار مقررہ کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین کو یکم جولائی تک ارسال کریں۔ شرائط و تفصیلات بدر 20/27 اپریل 2004 پر ملاحظہ فرمائیں۔

داخلہ احمدیہ انسٹی ٹیوٹ آف ریلیجنس اسٹڈیز لکھنؤ

احمدیہ انسٹی ٹیوٹ آف ریلیجنس اسٹڈیز لکھنؤ کے نئے تعلیمی سال کیلئے داخلہ شروع ہے داخلہ فارم مکمل کر کے 30 جون تک صوبائی امیر صاحب یوپی کے پتہ پر ارسال کریں۔ داخلہ فارم دفتر صوبائی امارت یوپی سے دستیاب ہیں۔ مزید تفصیلات و شرائط بدر 1.6.04 میں ملاحظہ فرمائیں۔

J. K. JEWELLERS
KASHMIR JEWELLERS
Shivala Chowk Qadian (INDIA)
جے کے جیولرز
کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of :
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY
Lucky Stones are Available hear
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Ph: 01872-221592 (S) 220260 (R) Mobile: 9814758900 E-mail:
[illegible]@yahoo.co.in

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

سمجھنے کی بھی توفیق دے اور اپنے لئے بہت دعائیں کرنے کی بھی توفیق دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی بدیاں ان کو معاف کر دیتا ہے کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال:۹) یعنی جو شخص ایک ذرہ بھی شرارت کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔ پس یاد رہے کہ اس میں اور دوسری آیت میں کچھ تناقض نہیں کیونکہ اس شر سے وہ شر مراد ہے جس پر انسان اصرار کرے اور اس کے ارتکاب سے باز نہ آوے اور توبہ نہ کرے۔ اسی غرض سے اس جگہ شر کا لفظ استعمال کیا ہے نہ ذَنْب کا تا معلوم ہو کہ اس جگہ کوئی شرارت کا فعل مراد ہے جس سے شریر آدمی باز آنا نہیں چاہتا۔ ورنہ سارا قرآن شریف اس بارے میں بھرا پڑا ہے کہ ندامت اور توبہ اور ترک اصرار اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے‘‘۔ (چشمۂ معرفت. روحانی خزائن جلد ۲۳۔ صفحہ ۲۴)۔

فرمایا کہ اگر گناہ پر نادم ہو پریشان ہو، شرمندہ ہو، استغفار کرے تو اللہ اس کے برے نتائج سے بچا لیتا ہے لیکن گناہوں پر اصرار نہ ہو کبھی۔ اور اگر اصرار ہوگا اور احساس ختم ہو جائے گا تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس آیت کے مطابق پھر انسان ضرور سزا پائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے جھکنے والا اور گناہوں سے بخشش طلب کرنے والا بناتا رہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’توبہ ایک طرف (موت) کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے۔ نہ اس کی وہ چال ہو نہ اس کی وہ زبان، نہ ہاتھ نہ پاؤں سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے تحت کام کرتا ہوا نظر آ جاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اور ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۶۔۱۴۷)

تو اس طرح اگر توبہ کی جائے اور اسی طرح توبہ کرنی چاہئے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر کبھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ بہن بھائیوں کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ چاہئے۔ پھر ہمسایوں کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ پھر معاشرے کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ہر گند سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور معاشرے کے جتنے زہر ہیں، جتنی برائیاں ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے مثلاً یہ آج کل عام بیماری ہے اور سکول میں 15-16-17 سال تک کی عمر کے بچوں کو سگریٹ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور پھر سگریٹ میں بعض نشہ آور چیزیں ملا کے اس کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے ساتھی لڑکوں کو عادت ڈالتے ہیں اس طرح یہ پھیلتی چلی جاتی ہے اور وہی سکول کے لڑکے ان کے ایجنٹ کے طور پر پھر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تو اس پر بھی ماں باپ کو نظر رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کی معاشرے کی برائی کا اثر نہ ہم پر نہ ہمارے بچوں پر ظاہر ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ پھر فرماتے ہیں کہ: ’’خلاصہ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ درحقیقت اولیاء و صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ وہ گناہ سے دور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی، قطب اور غوث کہلا سکتا ہے۔ اسی حالت میں وہ خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۷)

پھر فرمایا: ’’پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے، تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے‘‘۔ یہاں طاعون کی مثال دی ’’یعنی طاعون کے زور کا دن جس کی نبیوں نے خبر دی ہے‘‘۔ اور آج بھی جو دنیا میں برائیاں پھیل رہی ہیں اس میں بھی ایک قسم کا طاعون ہی ہے جو ایڈز کی صورت میں دنیا میں پھیل رہا ہے۔ فرمایا کہ قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے جس کی نبیوں نے خبر دی ہے ’’تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کی گداز کرنے والی توبہ سے 70 برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۴)

کل انشاء اللہ تعالیٰ میں ایک سفر پر جا رہا ہوں، جرمنی، ہالینڈ وغیرہ کے اجتماعات اور جلسے ہیں۔ اس کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر طرح بابرکت فرمائے۔

❁❁ ❁ ❁❁

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے خدام الاحمدیہ بھارت کا ۳۵واں اور اطفال الاحمدیہ بھارت کا ۲۶واں سہ روزہ سالانہ اجتماع مورخہ 7,6,5 / اکتوبر بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات کو مرکز سلسلہ قادیان میں منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ

اجتماع کے تعلق سے تفصیلی سرکلر مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے اور رسالہ مشکوٰۃ کے جون کے شمارہ میں بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ جملہ قائدین و اراکین مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ سے درخواست ہے کہ اس سرکل کے مطابق ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ یاد رکھیں کہ خلفاء کرام کے ارشادات کے مطابق اجتماع میں ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔ اجتماع کی غیر معمولی کامیابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (شیراز احمد صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت)

افسوس محترم چوہدری غلام نبی صاحب درویش قادیان وفات پا گئے!

افسوس محترم چوہدری غلام نبی صاحب درویش ابن مکرم فضل دین صاحب (مانگا ضلع سیالکوٹ پاکستان) ۷/جون کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم گذشتہ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ بچی سے ملاقات کیلئے شارجہ تشریف لے گئے تھے وہاں زیادہ بیمار ہو گئے لیکن بالآخر صحتیاب ہو کر قادیان تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر طبیعت پھر خراب ہو گئی اور آپ مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

پسماندگان میں آپ کی اہلیہ محترمہ کے علاوہ آپ کے ماشاء اللہ چھے بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم چوہدری محمود احمد صاحب، مکرم خالد محمود صاحب اور مکرم طارق محمود صاحب خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ محترمہ اور بچگان کا حامی و ناصر ہو آمین۔

آپ ۱۰/اکتوبر ۱۹۲۰ء کو مانگا میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ چھٹی کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ بعدہٗ کاشتکاری کا کام کیا۔ فوج میں بھی بھرتی ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر تقسیم ملک سے قبل ہی فوج سے استعفیٰ دے کر قادیان آ گئے اور دیہاتی مبلغین کلاس میں داخلہ لے لیا۔ تقسیم ملک کے وقت زیر تعلیم ہی تھے اور تقسیم کے وقت آپ کو قادیان میں ہی رہ کر درویشی کی سعادت ملی۔ اور بعدہٗ بیرون قادیان مختلف جماعتوں امیٹھ، راٹھ، لکھنؤ وغیرہ میں بحیثیت دیہاتی مبلغ کے طور پر کام کیا۔ پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد ۶۰-۱۹۵۹ء میں قادیان آ گئے۔ آپ کی دوسری شادی ۱۹۵۹ء میں مانگا میں ہی ہوئی۔ پہلی اہلیہ سے دو لڑکے ایک لڑکی اور دوسری اہلیہ سے چار بیٹے چار بیٹیاں ہوئے۔ آپ کو مختلف دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں ریٹائرمنٹ تک خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند تلاوت قرآن مجید اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و تاریخ احمدیت کا بہت شوق تھا۔ غیر مسلموں کا کثیر طبقہ آپ کے دوستوں کا تھا۔

آپ موصی تھے لہٰذا بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم قضا قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور بعد تدفین دُعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔

ضروری اعلان برائے تشخیص قیمت جائیداد موصیات

جملہ امراء کرام و صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت کی خدمت میں گذارش ہے کہ موصیات کرام کی جائیداد از زیورات طلائی و نقرئی کی قیمت تشخیص کئے جانے کے تعلق سے معاملات آپ کی خدمت میں بغرض فیصلہ مجلس عاملہ بھجوائے جاتے ہیں۔ مستورات موصیات حضرات کے زیورات طلائی و نقرئی کی قیمت تشخیص کئے جانے کے سلسلہ میں مجلس کارپرداز قادیان نے زیر نمبر 60/7-06-04 فیصلہ فرمایا ہے کہ:

’’پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ مستورات کے زیورات کی قیمت بوقت تشخیص سٹینڈرڈ سونا و چاندی کے ریٹ کے مطابق ہی تسلیم کی جائے گی‘‘۔

لہٰذا آئندہ اس کے مطابق بوقت تشخیص جائیداد مستورات مجلس عاملہ کے فیصلہ بھجوانے کی درخواست ہے۔ نیز زیورات کے کیرٹ کا ذکر بھی ساتھ ضرور کر دیا جائے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
Manufacturers of :
All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233

جماعت احمدیہ اور خدمتِ قرآن مجید

(از محمد حمید کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقفِ عارضی)

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام ۱۳؍فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ اُس وقت مسلمان اپنی پستی اور گراوٹ کے اعتبار سے انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مقدس ترین کتاب قرآن مجید سے اُن کا تعلق منقطع ہو چکا تھا۔ اس کی تعلیمات پر عمل تو درکنار اُس کی تلاوت بھی اکثر مسلمان نہیں جانتے تھے۔ کہیں یہ بحث چل رہی تھی کہ قرآن مجید فانی ہے یا نہیں ہے؟ اور کوئی اس الجھن میں پھنسا ہوا تھا کہ مردے پر "قل" (یعنی قرآن مجید کی آخری سورتیں) کتنی بار پڑھنا ہے؟ مسلمانوں کا ایک گروہ اگر یہ کہہ رہا تھا کہ احادیث کے ہوتے ہوئے، اب قرآن مجید کی ضرورت واہمیت باقی نہیں رہی۔ تو دوسرا گروہ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ قرآن مجید موجودہ ترقی یافتہ دور میں قابل عمل نہیں رہا۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے قرآن شریف کی کچھ آیات کو منسوخ قرار دیا۔ تو دوسری بڑی تعداد نے قرآن مجید کی بعض آیات کی ایسی تفاسیر لکھیں، اور بیان کیں جس نے سارے کلام اللہ کو مضحکہ خیز اور دائرہ شک میں لاکھڑا کیا۔ ان حالات میں گویا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عرض کر رہی تھی: "وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا"۔ (الفرقان ۲۵/۳۱) اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

جب مسلمانوں کی اکثریت نے ہی قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا۔ تو مخالفین اسلام چار قدم اور آگے بڑھ گئے۔ انہوں نے اپنی اپنی مذہبی کتابوں کو اعلیٰ و افضل کہنا شروع کر دیا۔ قرآن مجید کو ہر طرف سے اعتراضات و انتقادات کا ہدف بنایا جانے لگا۔ اور وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اب قرآن مجید ہمیشہ کیلئے ختم و نابود ہو جائے گا۔ اگر یہ باقی بھی رہا تو شاید قسم اٹھانے یا مردوں پر ختم دلانے کے ہی کام آیا کرے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ بھی فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر ۱۰-۱۵) یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس نازک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا اور قرآن مجید کی ظاہری و باطنی حفاظت کیلئے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ واقعی آپ نے ہر جہت اور ہر پہلو سے قرآن مجید کی خدمت کا حق ادا فرمایا۔ سب سے بڑی اور اہم خدمت جو آپ نے سرانجام دی۔ وہ تمام مذہبی کتابوں پر قرآن شریف کا تفوق و برتری ثابت کرنا تھا۔ آپ نے اپنی پہلی ہی تصنیف میں مخالفین اسلام کو چیلنج دیا۔ اور ۱۸۸۰ء میں تمام مذاہب کے متبعین کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"جو شخص حقیقت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن دلائل کا جو قرآن مجید سے اخذ کر کے پیش فرمائے ہیں اپنی الہامی کتاب میں آدھا یا تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ ہی نکال کر دکھلائے، یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو حضور ہی کے دلائل کو نمبروار توڑ دے تو آپ بلا تامل اپنی دس ہزار کی جائیداد اس کے حوالے کر دیں گے"۔ (براہین احمدیہ حصہ اول)

حضور نے صرف دعویٰ ہی نہیں فرمایا بلکہ اس کے ثبوت میں دلائل بھی پیش فرمائے۔ اور مخالفین کو بڑے پیارے انداز میں سمجھاتے ہوئے تحریر فرمایا:

بات جب ہے کہ میرے پاس آئیں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جائیں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں
قصہ صورت وجمال سنیں
آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحان سہی

سیدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ کے اس اعلان کے بعد آج تک کسی بھی مذہب کے پیرو کو یہ جرأت وہمت نہ ہوئی کہ اس چیلنج وتحدی کو قبول کرتا۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن مجید کا تفوق و برتری وافضلیت آج بھی قائم و دائم ہے۔

یہاں ایک اور واقعہ کا ذکر قارئین کے لئے نہ صرف باعث دلچسپی، بلکہ باعث افسوس وتکلیف بھی ہوگا۔ اس واقعہ سے اُس زمانے کے مسلمانوں کی ذہنی گراوٹ وانحطاط کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"مرزا دین محمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک اشتہار دیا۔ جس میں رفع یدین۔ آمین وغیرہ کے مسائل تھے اور جواب کیلئے فی مسئلہ دس روپیہ انعام مقرر کیا تھا۔ دس مسائل تھے۔ حضرت صاحب نے مجھے سنایا اور فرمایا کہ دیکھو یہ کیسا فضول اشتہار ہے۔ جب نماز ہر طرح ہو جاتی ہے تو ان باتوں کا تنازعہ موجب فساد ہے۔ اس وقت ہمیں اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے نہ کہ ان مسائل میں بحث کی۔ اس وقت تک ابھی حضور کا دعویٰ نہ تھا۔ پھر آپ نے اسلام کی تائید میں ایک مضمون لکھنا شروع کیا۔ اور میری موجودگی میں دو تین دن میں ختم کیا۔ اور فرمایا: میں فی مسئلہ ہزار روپیہ انعام رکھتا ہوں۔ یہ براہین احمدیہ کی ابتداء تھی"۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۴۴)

اُس زمانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی کا شمار اہلحدیث کے چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا، اور اُسی زمانہ میں اسلام اور قرآن مجید پر مخالفین کے حملے ہر طرف سے ہو رہے تھے۔ اور یہ علماء نماز میں ہاتھ اٹھانے یا نہ اُٹھانے کے ہی مخمصوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ اندازہ لگائیے۔ اس ذہنیت کے علماء نے قرآن مجید و اسلام کی کیا حمایت و خدمت کرنی تھی؟ سب سے پہلی اور عظیم خدمت جو حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے قرآن مجید کی کی، وہ اس عظیم کتاب کا دوسری مذہبی کتابوں پر تفوق وافضلیت ثابت کرنا تھا، جسے آپ نے نہ صرف ثابت کیا، بلکہ اس ضمن میں ایسے مضبوط و قوی دلائل تحریر فرمائے، کہ اب قیامت تک اس کتاب کی برتری میں کسی عقلمند مخالفِ اسلام کیلئے شک کی گنجائش نہیں رہی۔

نسخ فی القرآن کی تردید وبطلان

دوسری اہم خدمت جو حضرت امام مہدی علیہ السلام نے قرآن مجید کو شکوک وشبہات کے دائرہ سے نکال کر یقین کے بام عروج تک پہنچانے کے سلسلہ میں کی، وہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں جو نسخ فی القرآن کا غلط عقیدہ تھا، آپ نے اس کی تردید فرمائی۔ اور محکم دلائل سے ثابت کر دیا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت تو کیا، کوئی لفظ یا نقطہ بھی منسوخ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۰)

"جو شخص اپنے نفس کیلئے خدا کے کسی حکم کو ٹالتا ہے۔ وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اس کیلئے پکڑے نہ جاؤ"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۳)

"علماء نے مساحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات قرآنی کا ناسخ قرار دیا ہے۔۔۔ لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں، کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے"۔ (الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۹۱)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ ہے وہ نسخ سے محفوظ ہے۔ اس کے اندر جو کچھ موجود ہے مسلمانوں کیلئے قابل عمل ہے۔ اس کا کوئی حصہ نہیں جو دوسرے حصہ کا مخالف ہو اور قابل نسخ سمجھا جائے۔ خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہے۔۔۔۔ اس میں کوئی نسخ ماننا بھی غلط ہے۔ اس میں کوئی تغیر تسلیم کرنا خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ ہو اتہام ہے وہ محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا"۔ (دعوۃ الامیر صفحہ ۴۱)

جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے علماء اور مفسرین نے قرآن مجید کی بہت سی آیات کو منسوخ قرار دیا۔ بعض نے کہا پانچ صد آیات منسوخ ہیں۔ اور بعض نے اڑھائی صد، ایک سو تیرہ، بیس اور پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک قرآن مجید میں بیس آیات منسوخ تھیں۔ اور ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ان میں سے بھی پندرہ آیات کو حل کر دیا اور فرمایا کہ میرے نزدیک صرف پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے علماء نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی تفاسیر کی روشنی میں ان پانچ آیات کی بھی بہترین اور عمدہ تفسیر پیش کی۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت اور کوئی لفظ بھی منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ہر حکم اور ہر لفظ زمانے اور حالات کے تقاضے کے مطابق قیامت تک قابل عمل ہے اور رہے گا۔

قرآن مجید کی صحیح تفسیر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے، اور ان معزز شخصیات کی تفاسیر کی روشنی میں علماء جماعت نے، قرآن مجید کی ہر آیت کی ایسی عمدہ اور دلنشین پیرائے میں تفسیر فرمائی ہے کہ، اپنے تو اپنے غیر بھی اس تفسیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ اردو کے مایہ ناز محقق اور بلند پایہ نقاد جناب نیاز محمد خاں نیاز فتحپوری نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر فرمایا:

"تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔۔۔۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا۔ اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر

مجبور ہوگیا۔ آپ نے هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد میرے امکان میں نہیں''۔
(الفضل ۷ انومبر ۱۹۶۳ء)

جماعت احمدیہ کی تفاسیر کے مقابل پر اگر دوسرے مسلمان مولویوں کی تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے، تو غیروں کے نزدیک تو وہ مضحکہ خیز ہیں ہی، مگر اپنے بھی ایسے مفسرین کی عقل پر ماتم کرتے ہیں۔ آج کل ہر طالب علم جو سائنس وجغرافیہ پڑھ رہا ہے، جانتا ہے کہ زمین گھومتی اور گردش کرتی ہے، لیکن کچھ مولوی صاحبان ایسے ہیں جو اس حقیقت کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے، اُن میں سے ایک مولوی صاحب کی تفسیر جو انہوں نے قرآن مجید کی بعض آیات سے استدلال کرتے ہوئے کی ہے:

''زمین کی گردش بھی ناممکن۔ اس لئے کہ پھر تو لازم آتا کہ ہمیشہ انسانی رہائش کے رُخ تبدیل ہوتے رہتے۔ اگر میرا مکان صبح جانب مغرب ہے تو شام جانب مشرق اور دوپہر کو کسی اور جانب۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا..... نہ آسمان حرکت کرتا ہے نہ زمین۔ یہ دونوں ساکن و جامد ہیں.... غرضیکہ بہت جگہ باری تعالیٰ نے گردش زمین وآسمان کی تردید فرما کر موجودہ سائنسدانوں کی تردید فرمائی۔ سکونِ زمین وآسمان پر عقلی دلائل بھی بے شمار ہیں مگر فرمانِ خداوندی کے ہوتے ہوئے ان کی ضرورت ہی نہیں''۔ (العطایا الاحمدیۃ فی فتاوی نعیمیہ صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا۔ جہاں تک مولوی مودودی صاحب کا تعلق ہے ان کی تفسیریں بھی بڑی دلچسپ ہیں۔ میں اس کا ایک نمونہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں وہ پہلے تو یہ کہتے ہیں:

''قرآن مجید کی ہر سورۃ میں اس قدر وسیع مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان کیلئے مضمون کے لحاظ سے جامع عنوانات تجویز نہیں کئے جاسکتے۔'' (تفہیم القرآن ج اص ۴۶)

اب سوچنے والی بات ہے کہ بظاہر ایک چھوٹی سی بات کہہ دی ہے لیکن وہ عنوانات کیا ہیں جو خدا نے تجویز فرمائے ہیں یعنی کسی سورۃ کا نام بقرہ رکھا کسی کا یوسف رکھا کسی کا نام محمد رکھا۔ اور کسی کا المدثر اور کسی کا کچھ اور کسی کا کچھ۔ یعنی قرآن کریم کی سورتوں کے بے شمار نام ہیں مگر یہ جتنے بھی نام ہیں وہ مولوی مودودی صاحب کی نظر میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی کہ اگر مضامین اتنے وسیع اور پھیلے ہوئے ہیں کہ کسی سورۃ کا کوئی جامع نام نہیں رکھا جاسکتا تو گویا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے خود جو نام رکھے ہیں وہ سارے کے سارے غیر جامع اور غیر فصیح ٹھہرتے ہیں۔ یہ بات اسی قدر جاہلانہ ہے اور قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت پر ایسا ظالمانہ حملہ ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ ایک عالم دین اور اس قسم کی تفسیر، بات دراصل یہ ہے کہ خود مضمون کو سمجھ نہیں سکتے اور ہر عنوان کا جو تعلق سورۃ کے مضمون سے ہے اُسے دیکھ نہیں سکتے لیکن اپنی کوتاہ بینی کو قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔

حور کی تشریح جو تفہیم القرآن جلد چہارم تفسیر سورۃ الصآفات حاشیہ ۲۸-۲۹ اور تفسیر سورۃ دخان حاشیہ صفحہ ۴۲ پر درج کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ میں خیموں سے مراد غالباً اس طرح کے خیمے ہیں۔ جیسے امراء و رؤساء کیلئے سیرگاہوں میں لگائے جاتے ہیں جہاں حوریں ہوں گی اور وہ خیموں کے اندر قید ہوں گے۔ یہ دراصل غیر مسلموں کی نابالغ بیٹیاں ہیں چونکہ وہ جنت میں نہیں آسکتیں اسلئے جنت سے باہر باغات میں ان کے خیمے ہوں گے اور جو نیک لوگ پاک بیبیوں کے ساتھ رہ رہے ہوں گے۔ اُن کی خواہش ہوگی کہ وہ اُن سے بھی ملاقاتیں رکھیں اور شب باشیاں کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اجازت فرمایا کرے گا کہ ان خیموں میں غیر مسلموں کی جو خوبصورت بیٹیاں ہیں جو اُس وقت تک جوان ہوچکی ہوں گی ان کے ساتھ راتیں گزار کے پھر واپس اپنی بیویوں کے پاس آجایا کریں۔ چنانچہ تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۷۱ پر لکھتے ہیں:

ایک نعمت کے طور پر جوان اور حسین وجمیل عورتوں کی شکل دے کر جنتیوں کو عطا کردے گا تاکہ وہ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔ لیکن بہرحال یہ جن و پری کی قسم کی مخلوق نہ ہوں گی۔ کیونکہ انسان کبھی صحبت ناجنس سے مانوس نہیں ہوسکتا۔ کہتے ہیں جس طرح ہم یہاں گوشت پوست کے انسان ہیں ویسے ہی وہاں ہوں گے اور چونکہ ایک انسان اپنی حاجات ضروریہ جنوں اور پریوں کی قسم کی مخلوقات سے پوری نہیں کرسکتا۔ اس لئے لازمی طور پر گوشت و پوست کی حوریں ہونی چاہئیں اور وہ کہاں سے آئیں گی۔ مسلمان عورتیں تو خود جنت میں ہوں گی۔ وہ تو اُن کی بیویوں کے طور پر یا دوسرے رشتہ داروں کے طور پر ہوں گی تو انہوں نے یہاں کیسی اچھی ترکیب نکالی اور کیا اچھا رشتہ نکالا ہے کہ غیر مسلموں کی لڑکیوں کو جو نابالغ مرگئی ہوں اُن کو حوریں بنا کر وہاں پہنچا دیا جائے۔ ذرا ان کی نگاہ میں قرآن کریم کی عزت افزائی دیکھئے۔ حد ہے کہ ایسے ایسے گستاخانہ کلمات قرآن کریم کے متعلق بطور معارف بیان ہورہے ہیں۔ آدمی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کیا مقام ہے اس کتاب کا ان کے نزدیک۔

ایک اور بحث اُٹھائی گئی ہے ردالمختار علی دُرّالمختار شامی میں یہ احناف کی فقہ کی وہ کتاب ہے جو بریلویوں اور دیوبندیوں دونوں کو قبول ہے۔ ان میں سے جو حنفی ہیں وہ سارے اس کو مانتے ہیں۔ اس کتاب میں لکھا ہے:

''اگر نکسیر پھوٹے پس لکھی جائے سورۃ فاتحہ خون کے ساتھ اس کی پیشانی پر اور ناک پر، جائز ہے شفاء کے حصول کے لئے اور اسی طرح سورہ فاتحہ پیشاب سے بھی لکھنی جائز ہے۔'' (جلد اوّل صفحہ ۱۵۴)

قارئین کرام! آپ خود اندازہ لگا لیجئے، کیا کوئی غیر مسلم اس قسم کی تفاسیر پڑھ کر قرآن مجید کا گرویدہ بنے گا، ہرگز نہیں۔ دوسری طرف جب مسلمانوں کے عقلمند طبقے نے اس قسم کی تفاسیر کو پڑھا، اُن کے دلوں سے قرآن مجید کی عقیدت ومحبت نابود ہوتی چلی گئی۔ اور وہ قرآن مجید کو دوسری کتابوں کی طرح ایک غیر اہم کتاب سمجھنے لگے۔

قرآن مجید کی محبت دلوں میں پیدا کرنا

قرآن مجید کی خدمات کے سلسلے میں ایک اہم خدمت جو حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ سرانجام پائی، وہ افراد جماعت احمدیہ کے دلوں میں خصوصاً اور دوسرے بنی نوع انسان کے دلوں میں عموماً قرآن مجید کی سچی محبت وعقیدت پیدا کرنا تھی۔ آپ نے اپنے منثور ومنظوم کلام کے ذریعہ کروڑوں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا گرویدہ بنا دیا۔ وہ گھرانے اور افراد جو قرآن مجید سے واقف تک نہ تھے، آج قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ اور کلام اللہ کے ہر حکم وتعلیم پر عمل کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے کلام میں سے چند اقتباس درج ذیل ہیں:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

''قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۱)

''اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے۔ اور ایک صریح انقلاب نمودار ہوگیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اوس سے روشنی حاصل کرو۔ (ایضاً)

خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ اس بات کو ثابت کروں کہ زندہ کتاب قرآن اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
(کتاب البریہ ۲۹۳)

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
جمال وحسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کِتَابٌ کَرِیْمٌ اُحْکِمَتْ اٰیَاتُہٗ
وَحَیَاتُہٗ یُحْیِی الْقُلُوْبَ وَیُنْذِرُ
یَدُعُّ الشَّقِیَّ لَا یَمَسُّ نِکَاتَہٗ
وَیُرْوِی التَّقِیَّ فَیَنْمُوْا وَیُثْمِرُ

ترجمہ: وہ کتاب کریم ہے جس کی آیات محکمات ہیں۔ اسکی زندگی دلوں کو زندہ کرتی اور روشن کرتی ہے۔ وہ بدبخت کو دھکے دیتی ہے۔ اور وہ اس کے نکات کو چھو نہیں سکتا۔ اور وہ متقی انسان کو ہدایت سے سیراب کرتی ہے جس سے وہ پھلتا اور پھولتا ہے۔

اس طرح کی اور بہت سی عبارتیں ہیں، انسان جب اُن کو پڑھتا یا سنتا ہے، تو اس کے دل و دماغ میں قرآن مجید کی عقیدت ومحبت جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اور پھر اُسے قرآن مجید پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ راقم الحروف کو اردو اور عربی کی بے شمار کتب اور قدیم وجدید لٹریچر پڑھنے کا موقعہ ملا، ان کتب کے مطالعہ کے بعد خاکسار یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہے کہ بلاشبہ قرآن مجید کی آیات کریمہ اور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارک ایک انسان کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر ایمان لانے اور عمل کرنے کی طرف بڑے مؤثر انداز میں راغب ومتوجہ کرتی ہیں۔ اور اس مبارک کلام و بابرکت کلام کے بعد امت محمدیہ کے کسی بزرگ کا ایسا کلام نہیں ملتا، جس نے اپنے عربی، فارسی، اردو منظوم ومنثور کلام کے ذریعہ عوام وخواص کے دلوں میں قرآن مجید کی اتنی محبت وعقیدت پیدا کردی ہو جتنی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے جاگزیں فرمائی۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا ہر سہ زبانوں میں جتنا پُر درد اور مؤثر کلام آپ نے

باقی صفحہ: (19) پر ملاحظہ فرمائیں

عالمگیر دائمی اور کامل شریعت-قرآن مجید

﴿چوہدری خورشید پربھاکر درویش ہندی-قادیان پنجاب﴾

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔اور طبعاً ہر آن ہدایت و رہنمائی اور راہبری کا محتاج ہے۔ خداوند رحیم وکریم نے انسانی فطرت کے مطابق اس کی روحانی اور اخلاقی ضروریات پورا کرنے کیلئے سلسلہ نبوت ورسالت جاری فرمایا جو حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لے کر دنیا کی معروف اقوام میں زمانہ کے ساتھ ساتھ ایک زنجیر کی کڑیوں کی مانند چلتا چلا آرہا ہے۔

ہادی اعظم، پیغمبر معظم، جگت گرو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور تک ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول اوتار پیغمبر اور نبی اہل دنیا کی ہدایت، فلاح و بہبود کیلئے مبعوث ہو چکے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح جلد دوئم صفحہ ۵۱۱- مطبع کانپور)

شری رام چندر حضرت کرشن علیہ السلام مہاتما بدھ اور بہت سارے مصلح اس سلسلہ نبوت ورسالت کے درخشندہ کوکب وقمر، ہماری اس بھارت بھومی میں پیدا ہوئے اور اہل بھارت کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لائے ہیں۔ان کے درخشاں نور سے بھارت ضوفشاں ہوا تھا۔

صحف انبیاء علیہم السلام

گذشتہ زمانوں میں متفرق آبادیوں میں مختلف قومیں آباد ہوا کرتی تھیں، جو بعض حالات میں ایک دوسرے کے حالات سے ناواقف اور بیخبر ہوا کرتی تھیں۔ان مختلف الاحوال اقوام کی طرف ان کے انبیاء علیہم السلام قوموں کی روحانی اور اخلاقی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے صحیفے لے کر مبعوث ہوا کرتے تھے۔ان مخصوص اور وقتی تعلیمات کے مجموعہ کو صحف انبیاء علیہم السلام کے نام سے جانا جاتا ہے۔

وحدت اقوام عالم

جب انسانی ذہن وشعور ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا بام عروج تک جا پہنچا، اور مختلف ومتفرق اقوام عالم سوشل ارتقاء کے مدارج پر گامزن اور شعور کی پختگی کے مقام پر پہنچ گئیں۔رسل و رسائل کی آسانیوں نے ساری دنیا کو مثل ایک کنبہ کے بنادیا، تو خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور ضروریات اہل دنیا نے چاہا کہ جملہ اقوام عالم کیلئے ایک ہی عالمگیر، دائمی، کامل قانون شریعت، The Holy Low، اور ایک ہی کامل، افضل الرسل، خاتم النبیین جگت گرو The Holy prophet ویشوانرbelonging to all men سب کا سانجھا محبوب مبعوث ہوتا کہ ایک ہی قبلہ ایک ہی وسیع عالمگیر بھائی چارہ Universal Brotherhood قائم ہو۔تا کہ تمام اقوام عالم ایک ہی عالمگیر، دائمی اور کامل قانون شریعت کے ذریعہ ایک پرچم کے تلے جمع اور متحد ہوسکیں۔اس لئے خدا تعالیٰ نے افضل الرسل محمد مصطفیٰؐ اور دائمی قانون شریعت قرآن مجید کے ذریعہ قیامت تک کیلئے ایک قوم، ایک معاشرہ، اور ایک ہی خدا کا تصور پیش فرمایا ہے تا کہ مساوات کے ذریعہ قوموں کی ایک دوسرے سے نفرت، بغض، حسد اور تفریق وانشقاق مٹ جائے اور وحدت اور یگانگت دلوں میں بس جائے۔

خاتم الشرائع قرآن مجید

کامل قانون شریعت قرآن مجید کا تذکرہ قدیم اقوام کی مذہبی مقدس کتب میں تفصیل سے ملتا ہے کہ جس کے ظہور پر سابقہ شرائع جو اپنا سفر پورا کر چکی ہونگی ان کی الگ سے پیروی کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ قدیم مجوسی مذہب کی مذہبی کتاب ''فرسنگ دساتیر''میں مرقوم ہے کہ:

''اہل پارس اپنے قدیمی مذہب کی تعلیمات کی پیروی کرنا چھوڑ دیں گے۔اور بدکاری وعیاشی میں مبتلا ہو جائیں گے ان کے ایسے برے دنوں میں ریگستان عرب سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ وہ اور اس کے پیروکار ابراہی خانہ کعبہ کو مورتیوں سے پاک کر کے اس کو اپنا قبلۂ نماز بنالیں گے۔ان لوگوں کے شارع نبی کا کلام باہم مربوط، بلیغ وعمیق معنی خیز اور متعدد معانی پر مشتمل ہوگا ہر زمانہ کا ہر شخص اس کلام سے مطالب حاصل کریگا۔''دسمن ہودم ہن بلزیدہ'' ہر زمانہ میں اس مقدس آئین سے نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل اور نئے نئے معانی کا استخراج ہوتا رہے گا''۔(تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔فرسنگ دساتیر ۱۸۸ نامۂ ساسان اوّل آیت ۵۴ تا ۶۰)

ستیہ گیان قرآن مجید

ہندو دھرم: اہل ہنود کے نزدیک ہندو دھرم تمام مذاہب سے قدیم تر ہے کہ''جب سے خدا تعالیٰ ہے تب سے سناتن دھرم ہے۔ جسے خدا....برہما جی پرویدوں کی شکل میں ظاہر کرتا ہے''۔

(ہندو دھرم نمبر ۲ صفحہ ۱۵۷، صفحہ ۱۶۱)

اس قدیم مذہب کی مقدس کتب ویدوں میں حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے صداقت سے لبریز کامل شریعت ملنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔اس کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱-سام وید پرپاٹھک ۲ دستی ۶ منتر ۸

۲-رگوید منڈل ۸ سوکت ۹۷

۳-اتھرووید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۱۵ منترا

ترجمہ پنڈت جے دیو مفسّر وید

پُرحکمت عقل تامہ سے بھرپور پاکیزہ صداقت سے لبریز شریعت کو احمدؐ نے پوری سمجھ وعقل سے پوری ہمت اور پورے دھیان سے مکمل طور پر اپنے رب سے حاصل کیا۔(بحوالہ ویدوں میں احمدؐ صفحہ ۳۶-۱۰مارچ ۱۹۴۰ء از پنڈت ترلوک چند شاستری)

مطلب: احمدؐ(مہرشی) نے ہی پُرحکمت، صداقت سے لبریز، معرفت تامہ (قرآن مجید) کو، جو کامل قانون شریعت The Holy Law ہے۔سچائی سے بھرپور ہے۔عقول کیلئے ضیا بخش ہے۔کلیان کاری اور ست گیان ہے۔پوری سمجھ کے ساتھ، پوری ہمت وصلاحیت کے ساتھ مکمل طور پر اپنے رب سے حاصل کیا۔

پس تینوں ویدوں کے فرمان سے روشن اور واضح ہے کہ قرآن مجید ظاہری اور معنوی خوبیوں اور پُرحکمت تعلیمات اور دائمی صداقتوں سے لبریز ہے۔ اور یہی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً''

(المائدہ نمبر۴)

(کہ اے منصۂ شہود پر بسنے والو!) آج میں نے تمہارے فائدہ کیلئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے جو امن شانتی اور صلح کل مذہب ہے۔

یہودی مذہب

آتشی شریعت''مرد خدا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی وفات سے پہلے جو دعائے خیر دے کر بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یوں ہے۔اس نے (برنگ وصیت) کہا۔

''خدا وند سینا سے آیا۔....اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے (مبارک) ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی۔ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے''۔(استثناء باب ۳۳ آیت ۱ تا ۳)

استثناء کی ان آیات میں فاران (مکہ) سے مبعوث ہونے والے خدانما رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جانے والی دائمی و کامل شریعت کا نام آتشی شریعت بتایا گیا ہے۔گویا اس آتشی شریعت نے اگلی پچھلی شرائع اور شریعت کے مخالفین کو بھسم کر دیا۔سابقہ محرف ومبدل شرائع، جو اپنی زندگی کا سفر مکمل کر چکی ہونگی، ان پر چلنا موقوف ہو جائیگا۔

جاہ وجلال والے افضل الرسل پر نازل ہونے والی پُرنور شریعت قرآن مجید ہے۔جس میں فیھا کتب قیمہ (البینہ۴) اپنا سفر مکمل کر چکنے والی محرف ومبدل سابقہ شرائع کی اٹل سچائیاں جمع ہیں۔

خاتم النبیینؐ: جتنا بڑا افضل ہو، اس کیلئے اتنے ہی بڑے ظرف کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔اس کے لئے خالق القلوب خدا نے ایک وسیع القلب انسان پر اکمل، دائمی، ہمہ گیر، عالمگیر، مربوط، سارگر بھت ستیہ گیان، اٹل صداقت قرآن مجید کو نازل فرمایا۔جس کا نام نامی پیغمبر اعظم، ہادی عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو اپنے فیض عام کے باعث بین الاقوامی شخصیت (belonging to all men) سب کا سانجھا محبوب، ہر جگہ، تمام لوگوں کا جگت گرو، استقبال کرنے اور قبول کرنے کے لائق ہے۔وہی ذات واحد ہے۔وہی بشر، جو ظلی طور پر مستمع جمیع مراتب الوہیت سمیٹے ہوئے ہے۔جی ہاں وہی ہے جو خالق ومخلوق میں ملاپ کا واحد درمیانی وسیلہ ہے۔

وہ ذات، قلب صافی، جس میں جمیع اقسام اوصاف حمیدہ اپنے آخر انتہائی نقطۂ عروج وکمال اور کیفیت وکمیت کے ساتھ جمع کئے گئے۔وہی پاکیزہ دل ایسا ٹھہرا جو ذاتی استعدادوں، ذاتی اوصاف و کمالات کے باعث بار امانت یعنی اکمل وحی متلو (قرآن مجید) کو اٹھا سکتا تھا۔جبکہ جملہ انسانوں و جنوں آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں جیسی طاقتور شخصیتوں نے اس امانت کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔

دراصل افضل الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ جامع علوم نبوت، جامع احوال نبوت، جامع جمیع شئون نبوت کے ذاتی استعدادوں کی وجہ سے حامل تھے۔اس لئے دائمی بار نبوت کے اٹھانے میں خدائے عالم الغیب والشھادہ نے آپ کا انتخاب فرمایا:

خاتم الشرائع قرآن مجید

وہ کامل امانت، کامل دائمی عالمگیر شریعت قرآن مجید کامل انسان پر اتاری گئی وہ شریعت جو خاتم الشرائع ہے۔اور سابقہ محرف ومبدّل اور مسخ شدہ، محدود الزماں شرائع کے آخر میں آئی۔وہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور ان پر نازل کی گئی تعلیمات کی مصدّق ہے۔اور ان سچائیوں کی محافظ ہے۔ فیھا کتب قیمہ (البیّنہ نمبر۴) خود زمانہ کی دست وبرد سے محفوظ ہے۔

☆-سرولیم میور: لکھتے ہیں کہ:

''دنیا کے پردے پر غالباً قرآن کے سوائے کوئی ایسی کتاب نہیں۔جو بارہ سو سال کے طویل

عرصہ تک، بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہو"۔(دیباچہ لائف آف محمد صفحہ ۲۱)

نولڈیکی جرمن مستشرق

یورپین علماء کی یہ کوشش، کہ وہ قرآن میں کوئی تحریف ثابت کریں، بالکل ناکام رہی ہے"۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن)

قرآن مجید کی دائمی عالمگیر تعلیمات

اہل دنیا کو ہر زمانے میں امن شانتی اور سکون کی زندگی بسر کرنے کی ضرورت رہی ہے۔ اور یہ انسانی فطرت کی آواز ہے کہ اُسے پرسکون مطمئن اور خوشحال زندگی بسر کرنے کیلئے ایک صالح معاشرہ میسّر ہو۔

قرآن مجید نے اپنے مذہب کا نام ہی "اسلام" تجویز فرمایا ہے۔ اسلام سلم سے ہے۔ جس کے معانی ہیں۔ آفت، عیب اور مصائب سے بچنا۔ فرمانبرداری، انکساری سے رہنا۔ اسلام، سَلَم اور ایمان سے مرکب ہے۔ جب یہ دونوں الفاظ اکٹھے ہوں، تو معنوں میں امن، شانتی اور سلامتی پائی جاتی ہے۔

اسلام کے اصطلاحی معنے یہ ہیں کہ ایسے اعمال بجالانا جس سے انسان خود بھی حفاظت سے رہے اور دوسروں کو بھی حفاظت دے۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا
(الامام المہدی القادیان)

قبولیت دُعا

قرآن مجید ایسے خدا کا یقین اور تصور دلاتا ہے۔ جو ربّ العالمین ہے۔ جہاں تک آج اور آئندہ زمانوں میں آبادیوں اور مخلوق کے وجود کے موجود ہونے کا امکان ہوگا۔ خواہ اجسام خواہ ارواح، ان سب کا خالق، مالک، پالک، بخشندہ اور نگران خدا ہے۔ تمام عالموں پر اس کا سلسلہ ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور جزا و سزا کا جاری ہے۔ وہ قادر مطلق قیّوم اور خالق الکل ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی، ابدی اور غیر متغیر ہے وہ لم یلد یعنی جنما اور مرنے و دکھ اٹھانے سے بالا ہے۔

وہ اپنے بندوں کی پکار اور دُعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر بلا مبادلہ رحم کرتا ہے۔ ان پر شفقت کرتے ہوئے اپنے فضل سے سب کی حاجات پوری کرتا ہے۔ بلکہ مالک و خالق ہونے کے ناطے اپنے حضور سے بے انتہا فضل اور رحمت فرماتا ہے۔

رحمت سے مایوس

جبکہ بعض مذاہب کے پیروکار دُعاؤں کے معاملہ میں اس کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ان مایوس ذہنوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت و مالکیت اور قادر مطلق ہونے کا تصوّر بھی حسرت بداماں ہو چکا ہے۔ وہ خدا کے فضل و بخشش سے اس حد تک مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

"عام اہل مذاہب پرماتما کو اوپر آسمان میں کہیں ایک ہستی فرض کر کے اس کی تعریفیں (حمد و ثنا) کرتے ہیں۔ اور اس سے اپنے لئے دُعا مانگتے ہیں۔ (مگر) وہ نہ تو تعریفوں سے خوش ہوتا ہے۔ نہ اُسے ان کی ضرورت ہے اور نہ وہ مانگنے سے کچھ دیتا ہے" (نہ دے سکتا ہے)

(گیتا کے راز مصنفہ بھائی پرمانند جی ایم اے مشہور آریہ سماجی لیڈر)

جھوٹے فلاسفر اور نیچری

نیچریوں، جھوٹے فلاسفر اور دہریوں کا کیا کہنا۔ جن کے ہاں پرماتما اور خدا تعالیٰ کا تصوّر بھی نہیں پایا جاتا۔ وہ قبولیت دُعا کو کیا جانیں۔

خدا تعالیٰ دُعا قبول کرتا ہے

دُعا کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ قرآن پاک میں خوشخبری دیتا ہے۔ وَاِذَا سالک عبادی عنی فانی قریب اُجیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
(سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۷)

ترجمہ: اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں، تو تو انہیں جواب دے کہ مَیں (خدا) ان کے پاس قریب ہی ہوں، جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے، مجھ سے دُعا مانگے تو مَیں اس کی دُعا کو سنتا ہوں۔ سو چاہئے کہ دُعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر پختہ ایمان لائیں۔ تا وہ ہدایت پائیں۔

یہ بشارت عام ہے۔ ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہو، وہ خدا تعالیٰ سے اپنی مشکلات اور اپنے معاملات کے حل کیلئے دعا کرے، تو عام حالات میں خدا تعالیٰ ان کی دُعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

سورۃ المومنون آیت ۶۱

"وقال ربکم ادعونی استجب لکم"

یعنی اے سنسار بھر کے لوگو تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھ سے دُعا مانگو۔ مَیں تمہاری دُعا سنوں گا۔ جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ رُسوا ہو کر جہنّم میں ضرور داخل ہونگے۔

یہ خطاب عام ہے۔ کسی خاص مذہب کی شرط نہیں ہے حاجت مندوں کو مولا کریم سے اپنی حاجت روائی کی دُعا کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ سب کا خالق ہے رب ہے۔ بندوں کی حاجت روائی اس کی ربوبیّت کا خاصہ ہے۔

مضطرب کی دُعا

اللہ فرماتا ہے: اَمَّن یجیبُ المُضطر اِذَا دعاہُ ویکشف السّوٓءَ (النمل ۶۳)

یعنی بے کس، بے بس بڑی بھیانک آفت میں گرفتار مضطرب لوگوں کی دُعا حتمی طور پر قبول کی جاتی ہے۔ مضطرب لوگ تین زمروں میں شامل ہیں۔

دہریہ و نیچری قسم کے لوگ

جب ایسے لوگ کسی ایسی مصیبت میں پھنس جائیں جس سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ انہیں نظر نہ آئے، اور ان کی ہستی ڈول جائے۔ وہ اپنے سے کسی بڑی طاقت کا سہارا ڈھونڈتے ہوں۔ تو ایسی اضطراری کو دیکھ کر ان کا پیدا کنندہ فطرتی لگاؤ کے سبب ان کے اضطراب کو سکون و شانتی سے بدل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھنے والے عام مسلم و غیر مسلم جب اضطراب اور کسی دلفگار آفت میں پھنس جائیں اور وہ اضطراری حالت میں خدا تعالیٰ کو پکاریں تو وہ ارحم الرحمین اپنے بندوں کو دلدوز مصیبت سے نجات دے دیتا ہے۔ کیونکہ رحمتی وسعت کلّ شئی (الاعراف آیت ۱۵۷) اس کی رحمت جو تمام پر حاوی ہے جوش میں آکر دُعا کنندہ کو ڈھانپ لیتی ہے۔

مضطرب متقی کی دُعا رد نہیں کی جاتی

اَمَّن یجیبُ المُضطَرَ اذا دُعاہُ ویکشِف السوٓءَ.... (النمل ۶۲)

یعنی: (بتاؤ تو) کون کسی بے کس، بے بس، مضطرب کی دُعا سنتا ہے۔ جب وہ اس (خدا) سے مضطربانہ حالت میں دُعا کرتا ہے۔ اور وہ خدا ہی ہے جو اس بے کس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور وہ خدا سرد شکتیمان تم دُعا کرنے والوں کو ایک زمین کا وارث بنادیگا

پس یقیناً مومن متقی، مضطرب کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ وہ بلاشبہ قبول ہو جاتی ہے۔ جب بے کس، بے بس بہت بڑی مصیبت میں گرفتار متقی اور نیک بندہ خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے تو ضرور اس کی دُعا سنی جاتی ہے۔

حضرت مسیح نے مصیبت کے وقت جب یہودی انہیں صلیب پر لٹکانے والے تھے دُعا کرتے ہوئے کہا "ایلی ایلی لما سبقتنی" یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

"اے میرے باپ! اگر ہو سکے، تو یہ (موت کا) پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔
(متی باب ۲۶ آیت ۳۹-۴۳:۳۹-مرقس باب ۱۴ آیت ۳۶ لوقا ۴۲:۲۲)

اور اس (بشر) نے اپنی بشریت (اضطراری حالت) کے دنوں میں اور پکار پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دُعائیں اور التجائیں کیں۔ جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی...(عبرانیوں ۵:۷) کیونکہ خدا شریروں سے دور ہے۔ پر دکھ میں صادقوں کی دُعا سنتا ہے۔" (امثال باب ۱۵ آیت ۲۹)

دُعا خدا تعالیٰ اور بندہ میں عبد و معبود کا انتہائی لطیف رشتہ ہے انسانی روح بوجہ اضطراب گداز ہو کر آستانہ الوہیت کی طرف کمال تپش کے ساتھ بہہ پڑتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آکر انسان کی طرف رجوع کرتی ہے۔ تب دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ مضطرب متقی بندے کی یہ حالت مرنے سے کم نہیں ہوتی۔ ☆☆☆

آپ کے خطوط-آپ کی رائے

اداریہ بنگلہ دیش بدقسمتی کی راہ پر بہت اچھا ہے

تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان اور مدرسہ احمدیہ قادیان سے وابستگی کے جو پانچ سال قادیان میں گذارے ہیں اخبار پڑھ کر ان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اخبار کا معیار پہلے سے بہتر ہے آپ کا اداریہ "بنگلہ دیش بدقسمتی کی راہ پر" بہت اچھا ہے محترم عامل صاحب کے مضامین کا سلسلہ "گلدستہ درویشان کے وہ پھول جو مرجھا گئے" بہت پسند آیا۔ اگر ان مضامین کا مجموعہ کبھی کتابی صورت میں شائع ہو سکے تو یہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہوگی۔ دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ڈاکٹر عبدالماجد ایم اے ایم ای ڈی پی ایچ ڈی کینیڈا)

نتیجہ مقالہ

تعلیمی سال 04-2003ء میں نظارت تعلیم کی طرف سے انعامی مقالہ کا عنوان "پانی کی بڑھتی ہوئی قلت اور اس کا حل رکھا گیا تھا" ذیل کے اُمیدوار اوّل اور دوئم قرار دیئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی یہ کامیابی مبارک کرے۔ آمین۔

نام امیدوار	پوزیشن	انعام
شیخ مجاہد احمد صاحب	اوّل	3500/-
شیخ فرید احمد صاحب B.A.	دوئم	2500/-

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق قرآن

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں......☆......قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

﴿محمد یوسف انور بٹ استاد جامعہ احمدیہ قادیان﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے وقت میں مبعوث کیا جب اسلام کا صرف نام رہ گیا تھا اور مسلمان قرآن مجید کی تعلیم کو بھلا چکے تھے اور خدا سے بھی دور ہو گئے تھے اور مسلمانوں میں اسلام اور قرآن مجید کے تعلق سے غلط عقائد رائج ہو گئے تھے، ایسے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ کہ ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے، اور یہ بات درست اور حقیقت پر مبنی ہے کہ قرآن مجید معارف کا ایک سمندر ہے اور جس نے بھی روحانی لحاظ سے اس میں غوطہ لگایا اُس نے ہیرے جواہرات موتی لعل گوہر کو پایا یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری زندگی عشق خدا، عشق رسولؐ، اور عشق قرآن میں گذری کیونکہ آپ کی زندگی اپنے آقا آنحضرت صلعم کی روحانی زندگی کے رنگ میں رنگین تھی اور ہر پہلو سے ان کے ظل کامل تھے گویا جو والہانہ عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیارے خدا سے اور قرآن مجید سے تھا بعینہٖ آپؑ کو بھی تھا یہی وجہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک یزداں ہے

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ قرآن مجید ہی ایک کامل و مکمل کتاب ہے جو تمام نقائص سے پاک اور تمام خوبیوں سے پُر ہے جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور قیامت تک امت محمدیہ کیلئے ضابطہ حیات ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے کیونکہ خدا نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔

حضور علیہ السلام کے اساتذہ جن سے آپؑ نے قرآن مجید پڑھا ہے

آپ کے والد نے دو فضل نامی اساتذہ سے آپ کو قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم دلائی۔ اور پھر ایک شیعہ عالم گل علی شاہ صاحب کو تعلیم کیلئے مقرر فرمایا جن سے آپ نے فارسی کی تعلیم اور ابتدائی صرف و نحو اور عربی کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد صاحب سے جو علاقہ میں مشہور طبیب تھے طب کی تعلیم جہاں تک خدا نے چاہا حاصل فرمائی۔ مگر ان علوم میں سے کسی تعلیم میں حصول کمال کی طرف آپ کی طبیعت راغب نہ ہوئی اس لئے کہ آپ روحانیت میں معلومات کی طرف طبیعت کا میلان رکھتے تھے۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف و دقائق و نکات کی معرفت کی طرف بشدّت دلی رغبت رکھتے تھے۔ اور قرآن مجید کی محبت کا شغف دل میں موجزن پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی محبت و عشق قرآن کے باعث آپ کو انواع معارف اور اصناف اثمار "لا مقطوعة ولا ممنوعة" سے مالا مال کیا۔ جس سے آپ کو ایمانی تقویت اور مقام حق الیقین حاصل ہوا۔

کثرت سے تلاوت قرآن پاک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ مطالعہ کے لئے آپؑ سب سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے، آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو'۔
(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۰)

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے اور ہر لفظ پر گہرائی سے غور خوض فرماتے اور باریک در باریک نکات کو تحریر میں لاتے۔ قرآن مجید سے محبت کا یہ عالم تھا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی قسم میں نے اس کے ظاہر اور باطن اور پیچھے اس کے ہر ہر لفظ کو نور ہی نور پایا۔ گویا روحانی باغ ہے، جو پھلوں کے خوشوں سے لدا ہوا ہے۔ اور اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس پر سعادت کے پھل موجود ہیں۔ ان انعامات کو کسی اور طریق سے پا ہی نہیں سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی قسم اگر قرآن مجید کی یہ محبت مجھے عطا نہ ہوتی تو میری زندگی بے لطف ہوتی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس نعمت کا وافر حصہ عطا فرمایا اور مجھے مجذومین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔ میں جوان ہوا تو میں نے جس دروازے کے کھلنے کیلئے دُعا کی خدا تعالیٰ نے وہ کھول دیا اور جو نعمت طلب کی اُس نے مجھے عطا فرمائی اور جس دُعا کیلئے ابتہال اختیار کیا خدا تعالیٰ نے وہ دُعا قبول فرمائی۔ یہ سب افضال مجھے محبت قرآن اور محبت آنحضرت صلعم کے طفیل حاصل ہوئے۔ اے خدا اُس نبی (صلعم) پر آسمانی ستاروں اور زمین کے ذرات کی تعداد میں درود و سلام پہنچا۔ یہ دونوں محبتیں جو میری فطرت میں تھیں ان کی بناء پر شروع سے خدا تعالیٰ کی معیت میرے شامل حال رہی'۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۵، ۵۴۷)

قرآن مجید زندہ کتاب ہے

یہ عشق قرآن کی ہی علامت ہے کہ آپ نے قرآن کریم کو ایک کامل اور زندہ کتاب کی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور اپنی تصنیف "براہین احمدیہ" میں قرآن کریم کی حقانیت اس کی صداقت اس کے کامل اور ابدی ہونے پر دلائل قاطعہ پیش کرتے ہوئے قرآن کریم کو ایک زندہ کتاب کے طور پر دنیا میں روشناس کرایا۔ آپ نے سب مذاہب کے لوگوں کو قرآن کے مقابلہ کی دعوت دی اور یہ شرط رکھی کہ جو دعویٰ پیش کریں وہ ان کی مذہبی کتب سے ہو اور اس کے حق میں دلائل بھی اسی کتاب سے ہوں، اس دعوئی کے ساتھ آپ نے غیر مذاہب کے منہ بند کر دیئے۔ اور قرآن کریم کو دیگر آسمانی کتب کے مقابل پر ایک زندہ کتاب کے طور پر ثابت کر دکھایا آپ نے قرآن کریم کی حقانیت و صداقت اس کی تفاسیر اس کے عارفانہ کلام کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنے کیلئے اسی سے زائد کتب تصنیف فرمائیں اور اپنے پیچھے اسلامی و قرآنی لٹریچر کا ایک انبار چھوڑا جو رہتی دنیا تک قرآن کریم کی اشاعت اور قرآن کریم پر کئے جانے والے اعتراض کا جواب دینے کیلئے ہمیشہ کافی رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ مخالفین کو آپ کے مقابل پر دم مارنے کی جرأت نہ تھی آپ فرماتے ہیں۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ فرماتے ہیں:

''میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اُس کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والے روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں اس میں صاحب تجربہ ہوں'۔
(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱)

یہی وجہ ہے کہ آپؑ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قرآن کریم کی خدمت کیلئے وقف تھا آپ فرماتے ہیں:

''مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین، اسلام کی تجدید اور تائید کیلئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور محمد رسول اللہ صلعم کی عظمتیں ظاہر کروں، اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں (برکات الدعا صفحہ ۳۶)

کَلَامٌ فَائِقٌ مَازَاقَ طَرْفِیْ
جَمَالٌ بَعْدَهٗ وَالنَّیِّرَانِ
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ: وہ ایک ایسا کلام ہے جو ہر کلام پر فوقیت لے گیا ہے اس کے بعد مجھے کوئی جمال اچھا معلوم نہ ہوا۔ اور نہ ہی آفتاب و قمر مجھے اچھے دکھائی دیئے۔

وَرِثْنَا الصُّحُفَ فَاقَتْ کُلَّ کُتُبٍ
وَسَبَقَتْ کُلَّ اَسْفَارٍ بِشَانٍ
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ: ہم ایسی کتاب کے وارث بنائے گئے ہیں جو تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے، اور اپنے کمالات میں پہلی تمام کتابوں پر سبقت لے گئی۔

عاشق قرآن نے فرقانی حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کی برکت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرقانی حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے۔ کتاب اللہ کو ایک زندہ کتاب کی حیثیت سے پیش فرمایا۔ قرآن مجید کا مقدس صاف اور نکھرا ہوا حقیقی چہرہ نور وحی اور نُور فراست سے نمایاں کیا، اور اپنی تصانیف اور تقاریر میں اس امر کے زبردست دلائل دیئے کہ اس پاک کتاب کا ہر لفظ و شعشہ قیامت تک کیلئے محفوظ اور قابل عمل ہے۔ اور وہ ہر قسم کے شیطانی تصرف اور دست بُرد سے کلیتہً پاک اور محفوظ ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔ اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لَا اِلٰہ الا اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آرہے ہیں، غیب کے چشمے کھل رہے ہیں، مبارک ہے وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکالے''۔

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء)

وصالِ الٰہی بجز قرآن کریم کے ممکن نہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

نیز فرمایا:

یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں، یا بغیر کانوں کے سُن سکیں، یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

قرآنی چشمہ سے سیراب ہونے کیلئے صدق سے محبت ضروری ہے

آپؑ فرماتے ہیں:

''جب عام طور پر انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کھینچ لاتی ہے جو خدا تعالیٰ کو دکھا دیتی ہے۔ اور وہ صدق مجسّم قرآن کریم ہے۔ اور وہ صدق آنحضرت صلعم کی ذات ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حق اور صدق ہوتے ہیں۔ پس وہ اس صدق تک پہنچ جاتے ہیں۔ تب ان کی آنکھ کھلتی ہے اور خالص بصیرت ملتی ہے۔ جس سے معارف قرآن کھلنے لگتے ہیں۔

فرماتے ہیں: میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبت نہیں رکھتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھ بھی سکے۔ اس واسطے کہ اس کے قلب کو مناسبت ہی نہیں۔ یہ تو صدق کا چشمہ ہے۔ اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبت ہو۔ اور پھر یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ معارف قرآنی صرف اس بات کا نام نہیں کہ کبھی کسی نے کوئی نکتہ بیان کر دیا۔ (الحکم ۷ر اپریل ۱۹۰۵ء)

قرآن مجید کی ایک خاص خوبی

آپؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہاء تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیّت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہو۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت ۵۹)

شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن مرحوم ڈاکٹر علامہ اقبال کے استاد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں ان کی روایت ہے کہ جب حضور اپنے والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں بسلسلہ ملازمت کچہری میں قیام فرمارہے ہیں۔ ''کچہری سے جب تشریف لاتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع وخضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی''۔ (حیات طیبہ صفحہ ۲۹)

منظوم کلام میں عشقِ قرآن کا بے مثال نمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب میں عشق قرآن کی جھلک کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پائی جاتی ہے آپؑ کے فارسی اردو عربی منظوم کلام میں بھی بے پناہ عشق ومحبت کا اظہار ہوتا ہے جس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بن اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
كِتَابٌ كَرِيمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيلَةٍ
وَيُسْقِي كُؤُوسَ مَعَارِفَ وَيُوفِرُ

ترجمہ: وہ بزرگ کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔ وہ معارف کا جام پلاتی ہے اور بس نہیں کرتی۔

وَفِيهِ رَأَيْنَا بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى
وَفِيهِ وَجَدْنَا مَا يَقِي وَيُبَصِّرُ

ترجمہ: اس میں ہم نے ہدایت کے کھلے نشان دیکھے ہیں۔ اور ہم نے اس میں وہ باتیں پائی ہیں جو ہلاکت سے محفوظ رکھتی ہیں اور بصیرت بخشتی ہیں۔

نورِ فرقاں مے کشد سوئے خدا
مے تواں دیدن از رُوئے خدا

ترجمہ: فرقان نور خدا کی طرف کھینچتا ہے۔ اس سے ہم خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

جانم کباب شد ز غمِ ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند

ترجمہ: اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہوگئی ہے اور میں اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔

خدا نے مجھے قرآن شریف کی خدمت کیلئے مبعوث کیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر قرآن مجید سے عشق تھا کہ آپؑ نے فرمایا:

قرآن مجید روحانی عالم ہے، جس سے تاقیامت ہر زمانہ کی ضرورت کے خزانے نکلتے رہیں گے اس اصل کے ماتحت آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ چونکہ خدا نے مجھے قرآن مجید کی خدمت کیلئے مبعوث کیا ہے۔ اس لئے مجھے قرآن مجید کی وہ سمجھ عطا کی گئی ہے جو موجودہ زمانے میں کسی اور کو عطا نہیں کی گئی۔ اور مجھے یہ طاقت دی گئی ہے۔ کہ میں اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآن شریف سے ایسے نئے علمی اور روحانی خزانے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کروں جو پہلے کبھی نہیں پیش کئے گئے۔ اور آپ نے تحدی کے ساتھ لکھا کہ اس زمانہ میں دنیا کا کوئی شخص اس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے بار بار چیلنج کر کے لوگوں کو بلایا کہ کسی میں ہمت ہے تو میرے سامنے تفسیر نویسی میں میرا مقابلہ کرلے۔

یہ چیلنج اشارۃً ''ازالہ اوہام'' میں موجود ہے۔

سورۃ فاتحہ کی دلنشین تفسیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید سے بے انتہا لگاؤ تھا آپ فرماتے ہیں:

اے دوستو جو پڑھتے ہو ام الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دُعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
اُس کی قسم جس نے یہ سورۃ اُتاری
اُس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے
یہ میرے رب سے میرے لئے اِک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الٰہ ہے

دعویٰ ماموریت کے ایام میں جبکہ دوسرے کاموں کی کثرت کی وجہ سے مطالعہ کا شغل کم ہو گیا تھا۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو قادیان سے بٹالہ تک بیل گاڑی میں سفر کرتے دیکھا آپ نے قادیان سے نکلتے ہی قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیا اور بٹالہ پہنچنے تک جس میں بیل گاڑی کے ذریعہ کم و بیش ۵ گھنٹے لگے ہوں گے۔ آپ نے قرآن مجید کا ورق نہیں اُلٹا اور انہی سات آیتوں (سورۃ فاتحہ) کے مطالعہ میں ۵ گھنٹے خرچ کر دیئے اس سے آپ کے زمانہ شباب کے مطالعہ کی محویت کا اندازہ ہو سکتا ہے''۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۲۰)

آپؑ فرماتے ہیں:

''یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۃ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے۔ اس قدر عجائبات اس سورہ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے۔ اس سورہ مبارک کی برکت سے اور اس کی تلاوت کے التزام سے کشفِ مغیبات اس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئی اور ہر ایک مشکل وقت اُس کے پڑھنے کی حالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا۔ اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رؤیائے صادقہ یاد ہے۔ جو اب تک اس عاجز سے ظہور میں آچکے اور صبح صادق کے کھلنے کی طرح پوری ہو چکی ہیں۔ اور دوسو جگہ سے زیادہ قبولیت دُعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعوں پر دیکھے گئے جن میں ظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہیں آتی تھی اور اس طرح کشف قبور اور دوسرے انواع اقسام کے عجائبات اس سورہ کے التزام درد سے ظہور پکڑتے گئے کہ اگر کوئی ادنیٰ پرتو اس کا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر پڑ جائے تو یکدفعہ حب دنیا سے قطع تعلق کر کے اسلام کے قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے''۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۲)

قرآن کو عزت دینے والے آسمان پر عزت پائیں گے

قرآن مجید کے عشق ومحبت میں سرشار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ اپنی جماعت کو خاص طور سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

''اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ (کشتی نوح)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ ہم بھی قرآن مجید جو خدا کا پیارا کلام ہے سے ویسا ہی عشق ومحبت کریں جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کو تھا۔ اور پھر اُس پر عمل کرنے والے بن جائیں اور خلافت کے اس بابرکت دور میں اپنے پیارے آقا کی قیادت میں اس تعلیم کو دنیا کے ہر ایک انسان تک پہنچانے والے بن جائیں۔ آمین ☆

قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات ہے

قریشی محمد فضل اللہ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

ترجمہ:۔آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

قرآن مجید کا نزول اس زمانے میں ہوا جبکہ بر و بحر میں فساد پھیل چکا تھا یعنی شریعت کے روحانی پانی والی قومیں بھی بگڑ چکی تھیں اور جن پر شریعت نازل نہیں ہوئی تھی وہ بھی بگڑ چکی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے کامل اور جامع ایسی تعلیم نازل فرمائی جس میں تمام لوگوں اور تمام اقوام اور تمام علاقوں اور تمام زمانوں کیلئے ہر لحاظ سے جامع اور کامل ہدایت تھی جس سے بڑھ کر تصور میں بھی نہیں آسکتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے شروع میں ہی فرمایا ذالک الکتب لا ریب فیہ یہ ایسی کامل کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اس کے اندر ایسے خزانے ہیں جو ضرورت کے مطابق ہر زمانے میں نئے سے نئے رنگ میں نکلتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہمیشہ قائم رہنے والی وہ تمام صداقتیں پائی جاتی ہیں جو اس سے پہلے آنے والے مذاہب نے وقتاً فوقتاً پیش کیں۔اسی طرح گذشتہ کتب میں سے قائم نہ رہنے والی تعلیم کو منسوخ کیا گیا اور ان میں پائی جانے والی غلط باتوں کی اصلاح کی اور نئے سرے سے سچی اور حقیقی تعلیم کو پیش کیا۔

قرآن مجید نے گذشتہ تمام انبیاء مرسلین منذرین و مبشرین کی تصدیق کی اور انکی عزت و احترام کو ہمیشہ کیلئے قائم کر دیا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تعلیم دی جو عالمگیر حیثیت کی حامل ہے اور ہر حالت اور ہر وقت عمل کرنے کیلئے کافی ہے۔دیگر اقوام کے لوگوں کے ساتھ مساوات اور حسن سلوک کی تعلیم دی انصاف اور اتحاد کو ہر وقت مدنظر رکھتے ہوئے ایسی تعلیم دی جس کا عشر عشیر بھی دیگر مذہبی کتب میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتا جیسے کہ فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکرو البغی۔

ترجمہ: یقیناً اللہ انصاف احسان اور قرابت داری کی طرح سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔اور فحشا منکر اور بغاوت کے طریقوں سے روکتا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں سے سلوک کرنے کا تفصیلی حکم دیتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کیلئے تمام احکام تفصیل سے دیئے ہیں جن پر عمل کر کے جہاں ایک مومن اللہ تعالیٰ سے حقیقی اور دائمی تعلق پیدا کر سکتا ہے وہاں مومن بندوں کے ساتھ سلوک کرنے کے بھی تمام اسلوب سکھاتا ہے۔

قرآن مجید کا نزول اس وقت ہوا جب انسانی وجود کی اس حد تک ترقی ہوگئی کہ وہ ذہنی قلبی جسمانی غرض ہر لحاظ سے ترقی کے انتہا تک پہنچ گیا اور انسان عالمگیر حیثیت اختیار کرنے کے قابل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر شریعت نازل فرمائی اور تمام انسانی ضرورتوں اور مسائل کا حل اس میں بیان فرمایا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تمام مسائل واحکامات نہایت جامع اور احسن رنگ میں تفصیل سے بیان فرما دیئے اور انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والا کوئی علم نہیں چھوڑا جس کو بیان نہ کر دیا ہو چنانچہ دنیا کا کوئی انسان خواہ کسی خطہ ارض میں بستا ہو کسی قوم اور رنگ و نسل کا ہو۔اپنے بنیادی حقوق اور ضروری علم کے حصول کیلئے اگر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے گا تو ضرور تسلی بخش حد تک اپنی ضرورت کو پورا کر لے گا۔قرآن مجید نے روحانی طور پر ان تمام راستوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن پر چلکر انسان اپنے خالق حقیقی تک پہنچ سکتا ہے اور اس کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر سکتا ہے اور دنیاوی لحاظ سے زندگی گذارنے کے جو طریق قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں ان کو اختیار کر کے انسان حقیقی فلاح و کامیابی حاصل کر سکتا ہے قرآن مجید کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہوا اس لئے اس میں تمام جہانوں کی ہدایت اور ربوبیت کا سامان موجود ہے۔قرآن مجید کی تعلیمات میں سے اشارہ کچھ ایک کا ذکر نہایت اختصار سے کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید نے ظاہری و باطنی صفائی کا حکم دیا ہے۔آج کل کی سائنس اب اس پر بہت زور دے رہی ہے اور بیشتر بیماریوں کی اہم وجہ عدم صفائی کو قرار دیتی ہے۔

کھانے پینے اور حلال وحرام کی تمیز کرتے ہوئے لباس کے متعلق تفصیلی ہدایات دیں

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت صفات حسنہ اور عبادت کے طریق بتائے۔اخلاق فاضلہ۔انصاف۔احسان۔تحمل۔صبر۔غرباء کا خیال ان کے جذبات کا احترام والدین۔بچوں۔اساتذہ۔طلباء۔خاوند۔بیوی۔بھائی بہن ہمسایہ اور دیگر قریبی اور دور کے رشتہ دار اور تعلق داروں کے حقوق و مقام ان سے حسن سلوک کی طرف تفصیل سے روشنی ڈالی۔

غرباء۔غلام۔عورتیں افسر۔ماتحت بادشاہ رعایا بنی نوع انسان کے حقوق واحترام کے متعلق احکامات دئے۔

تجسس۔غیبت۔بغض۔حسد، کذب، طعن، بدظنی عیوب کا اظہار بری باتوں کا اظہار فحش بغاوت دھوکا فریب مایوسی وغیرہ بدیوں کی وضاحت کرتے ہوئے ان سے بچنے اور ان کے برے نتائج کی طرف توجہ دلائی۔

صبر۔تعاون باہمی۔چشم پوشی۔سچائی حسن ظن۔انسانوں بلکہ جانوروں سے حسن سلوک مذہبی رواداری بہادری۔وفائے عہد۔جیسے اخلاق حسنہ کو بیان کر کے ان کے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

چنانچہ ایسی جامع حسین اور مکمل تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نازل فرمایا بلکہ اسکی لفظی ومعنوی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور اسکے سامان بھی پیدا فرمائے اور ہر زمانے میں ایسے ربانی مصلح بھیجے جو آمدہ ضرورتوں کو قرآن مجید سے پیش فرما کر اس کی اہمیت وعظمت و برکت دنیا پر ثابت کرتے رہے۔چنانچہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح ومہدی معہود علیہ السلام نے قرآن مجید کے روحانی چشمہ سے دنیا کو فیض پہنچایا اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام اس فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں۔

قرآن مجید نے جو تعلیمات پیش کیں وہ محض ظنی اور اتفاقی نہیں بلکہ ہر امر کی حکمت اور دلائل بھی بیان فرمائے کہ کوئی حکم بجالانا ہے تو کس لئے اور کسی حکم کو چھوڑنا ہے تو کس وجہ سے۔چنانچہ اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا ریب فیہ کہ اس میں کوئی شک نہیں۔سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی نہایت شاندار جامع اور معنے تفسیر اپنی تفسیر کبیر جلد 1 میں بیان فرمائی ہے۔آپ نے فرمایا کہ لا ریب فیہ کہکر قرآن کریم نے اس امر کو پیش کیا ہے کہ گو قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے یعنی ہر ضروری امر کے متعلق اس میں بحث کی گئی ہے پھر بھی وہ ظنی اور شکی امور کو پیش نہیں کرتا بلکہ ہر امر کی دلیل ساتھ دیتا ہے۔اور تحقیق کے ساتھ ہر مسئلہ کو پیش کرتا ہے اور یہ امر قرآن کریم کی افضلیت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔کیونکہ یہ امر تو اسان ہے کہ ایک دو امور جو تحقیقی طور پر ثابت ہو چکے ہوں ان کو با دلائل بیان کر دیا جائے لیکن یہ امر نہایت مشکل ہے کہ ہر ضروری امر کے متعلق بحث بھی کی جائے اور پھر ہر بات کو دلائل کے ساتھ ثابت بھی کیا جائے اور ظن اور گمان کی حد سے نکال کر یقین اور وثوق کے مقام پر کھڑا کر دیا جائے ظاہر ہے کہ جو کتاب اپنے تمام دعاوی کو اس طرح پیش کرے گی اس کے سچا ہونے میں کسی منصف مزاج کو شک اور تردد نہ ہو سکے گا (تفسیر کبیر جلد اصفحہ ۸۷) حضور مزید فرماتے ہیں۔چوتھے معنے ریب کے حاجۃ بتائے گئے تھے ان معنوں کی رو سے لا ریب فیہ کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کتاب میں کوئی دینی امر بیان کرنے سے رہ نہیں گیا بلکہ سب ضروری امور اس میں بیان کر دیئے گئے ہیں چنانچہ یہ فضیلت بھی قرآن مجید میں پائی جاتی ہے اور وہ ایک ایسی جامع کتاب ہے کہ کوئی انسانی ضرورت ایسی نہیں جس کے متعلق اس میں شافی تعلیم موجود نہیں کوئی اعتقادی اور کوئی عملی اور کوئی اخلاقی اور کوئی اقتصادی اور کوئی مدنی امر نہیں جس کے بارہ میں قرآن کریم میں بحث نہ کی گئی ہو اور اس کے متعلق تفصیلی ہدایت نہ دی گئی ہو بلکہ باوجود قلیل الحجم ہونے کے قرآن کریم میں سب ضروری امور پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے اور اسے قرآن کریم کا ایک زبردست معجزہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔۔۔۔

چنانچہ دشمن بھی اس خوبی پر عش عش کر اٹھے ایک یہودی حضرت عمر کو ملا اور کہنے لگا کہ اگر ہم پر آیت الیوم اکملت لکم دینکم اترتی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی دینی امر بیان کرنے سے رہ نہیں گیا بلکہ سب ضروری امور اس میں بیان کر دئے گئے ہیں اور قرآن مجید کامل کتاب ہے تو ہم اس دن کو جس دن وہ آیت اترتی عید کا دن مقرر کرتے اور خوشی مناتے کہ ہماری شریعت کامل شریعت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم تو ایک عید مناتے ہمارے لئے دو عیدوں کا دن تھا خلاصہ کلام یہ کہ لا ریب فیہ میں صرف اس امر کی تاکید نہیں کی گئی کہ یہ کلام سچا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں بلکہ ریب کے معنوں پر نظر کرتے ہوئے اسمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس میں کسی صداقت کا انکار نہیں بلکہ سب صداقتوں کا اقرار کیا گیا ہے اور مذہب کے سب ضروری امور پر سے تہمتوں اور بدگمانیوں کو دور کیا گیا ہے اسمیں کوئی ظنی اور شکی بات نہیں بلکہ ہر بات دلیل سے بیان کی گئی ہے۔یہ کلام محفوظ اور یقینی ہے او ہمیشہ محفوظ رہے گا۔اس میں کوئی ایسا امر نہیں جو انسان کیلئے تکلیف اور تباہی کا موجب ہو۔اسمیں سب ضروری امور بیان کر دیئے گئے ہیں۔اور کوئی ایسا مذہبی اخلاقی تمدنی اقتصادی سیاسی وغیرہ مسئلہ نہیں جس کے بارہ میں اس میں مکمل تعلیم نہ دی گئی ہو۔(تفسیر کبیر جلد اصفحہ ۹۲)

قرآنی تعلیم کے اصول

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دیباچہ تفسیر القرآن میں قرآن مجید کی تعلیم کے اصول و حکمتیں تحریر کرتے ہوئے زندگی کے مختلف مراحل میں قرآن مجید کی ہدایت و رہنمائی کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن کریم کو دوسری تمام کتب پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ مذہب کے متعلق سب کے سب سوالات کو حل کرتا ہے اور مذہب کے اصول کو نمایاں طور پر پیش کر کے لوگوں کی توجہ اس طرف پھراتا ہے کہ مذہب کا کیا دائرہ ہے اور اس کا کیا فائدہ ہے تورات کو پڑھ جاؤ، انجیل کو پڑھ جاؤ۔ویدوں کو پڑھ جاؤ، ژندواوستا کو پڑھ جاؤ یا اور کسی کتاب کو پڑھ جاؤ۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمبے مظاہرۂ قدرت کے درمیان کسی وقت کوئی شخص آپہنچا ہے اور اس نے اس مظاہرہ کو اس وقت سے بیان کرنا شروع کر دیا ہے جب سے اس کی نظر اُس پر پڑی ہے لیکن قرآن کریم مذہب کو اس رنگ میں پیش نہیں کرتا۔وہ خلق کی حکمت اور اس کی

پیدائش کے ساتھ تعلق رکھنے والے سب امور کو بیان کرتا ہے وہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو کیوں پیدا کیا ہے انسان کے پیدا کرنے کی اس کی غرض کیا ہے۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کونسے ذرائع کو اختیار کرنا ضروری ہے خود اللہ تعالیٰ کا وجود کیا ہے اس کی کیا کیا صفات ہیں اور وہ صفات کس طرح دنیا میں جاری ہوتی ہیں بنی نوع انسان کی پیدائش کا مقصد بتاتے ہوئے اس نے اس نظام کی تشریح کی ہے جو اس دنیا کو چلانے کیلئے جاری کیا گیا ہے وہ ایک طرف تو یہ بتاتا ہے کہ جسم انسانی کے ارتقاء اور نشو ونما کیلئے خدا تعالیٰ نے دنیا میں ایک قانونِ قدرت جاری کیا ہے جو انسان کے جسم اور اس کے دماغ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور یہ تمام قانون قدرت خدا تعالیٰ کے ملائکہ میں سے ایک قسم کے ملائکہ کے سپرد ہے۔ دوسری طرف انسانی رُوح کی ترقی کیلئے اور اس کی بصیرت کو جلا بخشنے کیلئے اُس نے قانونِ شریعت کو قائم کیا ہے۔ یہ قانونِ شریعت ملائکہ کی ایک دوسری قسم کے ذریعہ سے دنیا میں نازل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے انبیاء پر نازل ہوتاہ ہے کبھی تو یہ شریعت ایک مکمل قانون کی صورت میں نازل ہوتی ہے کبھی ایک جزوی اصلاح کی صورت میں نازل ہوتی ہے اور کبھی انسانی تشریحات سے بگاڑی ہوئی شکل کو دوبارہ بحال کرنے کی صورت میں نازل ہوتی ہے یعنی کبھی اللہ تعالیٰ کے نبی اس لئے آتے ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے ایک نئی شریعت قائم کی جائے کبھی اس لئے آتے ہیں کہ پرانی شرائع کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی جائے کبھی اس لئے آتے ہیں کہ شریعت کے معنے کرنے میں جو لوگ غلطی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اُن کی اصلاح کریں۔ پھر وہ شریعت کی حکمتیں بیان کرتا ہے کہ کیوں خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت کا آنا ضروری ہے اس کے کیا فوائد ہیں۔ اور شریعت انسان کی ترقی میں کیا مدد دیتی ہے۔ وہ صفات اور ذات کا فرق بیان کرتا ہے اور اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ:

''ابتداء میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا'' (یوحنا باب آیت ۱)

وہ سخت غلطی خوردہ ہیں۔ صفت ذات کی قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ صفت صفت ہی ہے اور ذات ذات ہی ہے۔

قرآن کریم انسان کے مختار اور مجبور ہونے کے متعلق بھی روشنی ڈالتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس حد تک انسان مجبور ہے اور کس حد تک مختار ہے اور پھر وہ اس پر روشنی ڈالتا ہے کہ انسان اس حد تک مجبور نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہی سے بری ہو جائے۔ یا اس کی اصلاح نہ ہوسکے۔ ہاں وہ اس حد تک مجبور ضرور ہے کہ اس دائرہ عمل سے باہر نہیں جاسکتا جو خدا تعالیٰ نے اس کیلئے تجویز کیا ہے۔ انسان اپنی ساری کوششوں کے بعد انسان ہی رہے گا نہ اُسے جمادات کی طرح بنایا جاسکتا ہے نہ اُسے فرشتوں کی طرح بنایا جاسکتا ہے لیکن اسے اپنے دائرہ کے اندر اندر بہت کچھ طاقتیں حاصل ہیں اور بحیثیت انسان وہ کسی صورت میں بھی اصلاح اور نصیحت کے دائرہ سے باہر نہیں۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کیسا لانا چاہئے۔ اس کی ہستی کے ثبوت کیا ہیں۔ اور وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی تاریکی کے وقتوں میں اپنا کلام نازل کرکے اور اپنی غیر معمولی قدرتوں کو ظاہر کرکے اپنی ہستی کو ثابت کرتا رہتا ہے۔ اور یہی اُس کے وجود کا حقیقی ثبوت ہے۔۔۔۔

قرآن اس بحث کو بھی اُٹھاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام کسی ایک قوم سے مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام اقوام میں خدا تعالیٰ کے نبی آتے رہے ہیں۔ اور وہ اس سوال کو بھی اُٹھاتا ہے کہ یکے بعد دیگرے خدا تعالیٰ کے نبی کیوں آتے رہے اور کیوں نہ ایک کامل کتاب ابتدائی زمانہ میں ہی نازل ہوگئی۔ پھر قرآن کریم توحید کے مسئلہ پر ایک سیر کن بحث کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ہونے کے کیا ثبوت ہیں۔ کیوں ایک سے زیادہ خدا تسلیم کرنا عقل کے خلاف ہے اور واقعہ کے بھی خلاف ہے اور یہ کہ دنیا کو توحید کے عقیدہ سے کیا کچھ روحانی فائدہ پہنچتا ہے۔۔۔۔

عبادت کی چار اصولی قسمیں

قرآن عبادات الٰہی کے متعلق بھی تفصیلی روشنی ڈالتا ہے وہ عبادات کو چار اصولی حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

۱۔ وہ عبادت جس کی غرض خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت اور اس کے ساتھ تعلق بڑھانا ہے۔ (۲) وہ عبادت جو انسان کے جسم کی اصلاح کیلئے اور اُسے خدا تعالیٰ کیلئے قربانیاں کرنے پر آمادہ کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ (۳) وہ عبادت جو انسانوں کے اندر مرکزیت کی طرح پیدا کرنے کیلئے اور اتحاد و یگانگت کا احساس پیدا کرنے کیلئے مقرر کی جاتی ہے۔ (۴) وہ عبادت جو بنی نوع انسان کی اقتصادی حالتوں میں یکسوئی اور یکرنگی پیدا کرنے کیلئے مقرر کی جاتی ہے۔ یہ چار اصول عبادت کے اسلام مقرر کرتا ہے اور ان چار اصول کے مطابق اس نے مختلف قسم کی عبادتیں مقرر کی ہیں۔ ان اصول کو تجویز کرکے اسلام نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ عبادت صرف اسی بات کا نام نہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کی طرف دھیان دے بلکہ بنی نوع انسان کی طرف توجہ کرنے سے بھی خدا تعالیٰ کی عبادت کا فرض ادا ہوتا ہے اسی طرح اسلام نے یہ نکتہ بھی پیش کیا ہے کہ عبادات صرف انفرادی نہیں بلکہ وہ اجتماعی بھی ہوتی ہیں۔ انسان کا صرف یہی فرض نہیں کہ وہ خدا کے سامنے آپ پیش ہو جائے بلکہ انسان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو بھی خدا کے سامنے پیش ہونے کے لئے تیار کرے۔ اس لئے قرآن کے جتنے احکام عبادات کے متعلق ہیں وہ انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی ہیں۔۔۔۔

قرآن شریف بنی نوع انسان کے باہمی معاملات پر بھی تفصیلی روشنی ڈالتا ہے وہ تعاون باہمی کی ضرورت کو پیش کرتا ہے۔ انفرادیت پر اور اجتماعیت کی حدود کو قائم کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ انفرادیت کے کیا حقوق ہیں اور اجتماعیت کے کیا حقوق ہیں وہ حکومت کی حقیقت اور اُس کے فرائض بیان کرتا ہے وہ حکومت کی ذمہ داریاں بیان کرتا ہے وہ رعایا اور حکومت کے تعلق پر روشنی ڈالتا ہے وہ مالک اور مزدور کے تعلقات پر روشنی ڈالتا ہے اور بین الاقوامی تعلقات کے اصول بیان کرتا ہے۔ قرآن صراحتًا اور وضاحتًا حکم دیتا ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی حکمت کے ماتحت وہ ایک طرف تو سود کو منع کرتا ہے جس کے ذریعہ سے بعض ہوشیار لوگ دنیا کی دولت اپنے پاس جمع کر لیتے ہیں اور دوسری طرف وہ ورثہ کے تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ کوئی باپ یا ماں اپنی جائیداد صرف ایک بیٹے کو دے دے تیسرے وہ زکوٰۃ کے ذریعہ اور صدقہ و خیرات کے ذریعہ مال و دولت امراء کے ہاتھ سے لیکر غریبوں تک پہنچاتا ہے چوتھے وہ گورنمنٹ کے روپیہ میں غرباء کا حق مقدم قرار دیتا ہے ان چار ستونوں پر وہ دنیا کی اقتصادی حالت کو ایک سطح پر لاکر کھڑا کر دیتا ہے قرآنی تعلیم پر اور دماغی نشو و نما پر خاص زور دیتا ہے وہ فکر اور غور کرنے کو مذہبی فرائض میں سے قرار دیتا ہے۔ وہ لڑائیوں اور جھگڑوں سے روکتا ہے اور کسی حالت میں بھی حملہ میں ابتداء کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم بین المذاہب تعلقات کے اوپر بھی بڑی تفصیلی روشنی ڈالتا ہے مسلمانوں کو دوسرے مذہب کے بزرگوں کی ہتک کرنے سے روکتا ہے اور ایسے اعتراضوں سے منع کرتا ہے جو اعتراض خود معترض کے مذہب پر بھی پڑتے ہوں وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ سب مذاہب کا منبع خدا تعالیٰ ہی ہے صرف بعد کی تبدیلیوں کی وجہ سے مذاہب خراب ہوئے ہیں پس اُنکے نیک منبع کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی مذہب کو کلی طور پر خراب نہیں کہنا چاہئے۔ قرآن کریم میں عورتوں کے حقوق کی پوری طرح حفاظت کی گئی ہے قرآن کریم دنیا میں وہ پہلی کتاب ہے جس نے علے الاعلان اس بات کو صاف الفاظ میں واضح طور پر بیان کیا ہے کہ جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں وہ ماں باپ کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ بھائی بہنوں کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ بیوی اور خاوند کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ بیٹوں اور بیٹیوں کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ ہمسائیوں کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ غرباء کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ یتامیٰ کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ بیواؤں کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ دوستوں کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے وہ اجنبیوں کے حقوق کو بھی بیان کرتا ہے اُس اجنبی کے حقوق بھی جو میرا ہم ملک اور میرا ہموطن ہے اور اس اجنبی کے حقوق بھی جو کسی غیر ملک سے میرے پاس پناہ لینے کیلئے آتا ہے یا میرے ملک کی سیر کرنے کیلئے آتا ہے۔ قرآن دنیا سے ایک علیحدہ سیاست بھی پیش کرتا ہے قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے سب سے پہلے اس بات کا حکم دیا ہے کہ کسی شخص کو نسلی طور پر بادشاہت کرنے کا حق نہیں بلکہ حکومت ملک کی امانت ہے جو ملک کے تجویز کردہ حکام کے ہاتھوں میں جانی چاہئے ڈیما کریسی جس کے اوپر آج یورپ فخر کرتا ہے اس کی بنیاد سب سے پہلے قرآن نے رکھی ہے۔ قرآن ایک طرف تنظیم اور اطاعت پر زور دیتا ہے اور دوسری طرف حکام کو دیانتداری سے اپنے فرائض ادا کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ قرآن سب سے پہلی کتاب ہے جو حکام کے اقتدار پر تبر رکھتی ہے قرآن اسے تسلیم نہیں کرتا کہ کوئی ایک انسان بنی نوع انسان کی قسمتوں کا مالک بنے اور اگر وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ وہ احسان کرتا ہے قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ حقوق عامۃ الناس کے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ امانتًا حکام کے سپرد کئے گئے ہیں۔ اور جب وہ اس امانت کو صحیح موقعوں پر اور صحیح طریق پر امانت رکھنے والوں کے سپرد کرتے ہیں تو وہ کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ صرف امانت والے کی امانت واپس کرتے ہیں۔ وہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ حکام کے انتخاب کے وقت جنبہ داری یا رعایت کا خیال بالکل نہ رکھا جائے بلکہ جس طرح حاکم کا فرض ہے کہ وہ عامۃ الناس کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرے اسی طرح عامۃ الناس کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے شخص کو منتخب کریں جو اُن کے حقوق کو ادا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو جو شخص پارٹی بازی یا جنبہ داری کی روح کے ماتحت ایک غیر مستحق شخص کو آگے لاتا ہے وہ اُس کے افعال کی خرابیوں میں شریک ہے وہ یہ عذر پیش نہیں کرسکتا کہ ظلم حاکم نے کیا ہے کیونکہ اس حاکم کے مقرر کرنے میں اس کا ہاتھ تھا پس یہ بھی اس کے ظلم میں شریک ہے۔

قرآن ہر حال میں اخلاق فاضلہ کے اظہار پر زور دیتا ہے

قرآن سیاست میں اخلاق فاضلہ پر زور دیتا ہے وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ اخلاق فاضلہ افراد کے لئے ہوتے ہیں حکومتوں کے لئے نہیں ہوتے بلکہ وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ جس طرح افراد پر اخلاق فاضلہ کی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح حکومتوں پر بھی اخلاق فاضلہ کی ذمہ داریاں ہیں سچ صرف ایک عام شہری ہی کے لئے قیمتی چیز نہیں بلکہ ایک سیاست دان کے لئے بھی ضروری ہے۔ ظلم ایک عام آدمی کیلئے برا نہیں بلکہ ایک حکومت کے لئے بھی برا ہے حکومت کا یہی کام نہیں کہ وہ اپنے افراد کے ساتھ انصاف کا سلوک کرے بلکہ حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ جس طرح ہمسایہ ہمسائے سے عمدہ سلوک کرتا ہے وہ بھی اپنی ہمسایہ حکومتوں سے عمدہ سلوک کرے۔ اسلام مومن کو ہوشیار اور چوکس رہنے کا حکم دیتا ہے وہ جفاکشی کی تعلیم دیتا ہے وہ بزدلی سے منع کرتا ہے مگر تہور اور جاہلانہ جوش سے روکتا ہے وہ عقل اور تدبر سے کام

باقی صفحہ (23) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کا مؤلفہ

قاعدہ یسرنا القرآن اور نئی طرز کتابت

«سید محمد خیر البشر۔ کینیڈا»

قریب سو برس پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دورِ حیات میں بے شمار غیر معمولی واقعات اور کام ہوئے۔ ان میں سے قاعدہ یسرنا القرآن کی تصنیف اور یسرنا القرآن والی نئی طرز کتابت کا رائج ہونا اپنی شان و شوکت اور خدمات میں بے مثل ہے۔ مَیں کئی دہائیوں سے ان دونوں نعمتوں سے فیضیاب ہو رہا ہوں۔ قریب تین دہائیوں سے قاعدہ یسرنا القرآن اپنے خدوخال، شکل و شباہت، اشتہار، دیباچہ، اسباق، ہدایات برائے اساتذہ اور وصیت کے مضامین پر مشتمل جوں کا توں قائم ہے۔ نسل در نسل مفید اور مقبول رہتے ہوئے قاعدہ ھذا نے وہ وابستگی، عقیدت اور مقام حاصل کیا کہ اس کے عقیدت مند کسی دیگر قاعدہ کو جانچنے، پرکھنے بلکہ دیکھنے کو تیار نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قاعدہ میں موجود علمی، تدریسی اور تفریحی خزانے عام آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ قاعدہ کی صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر مَیں اپنے جذبات تشکر اور تحدیث نعمت کیلئے یہ مضمون آپ کی نذر کر رہا ہوں۔

ذکر واقعات

صدی دو صدی پہلے برصغیر ہندوستان میں صرف بغدادی رسم الخط اور بغدادی قاعدہ مشہور و مقبول اور مستعمل تھے۔ پھر یوں ہوا کہ خوش قسمت حضرت پیر منظور محمد مرحوم مؤلف قاعدہ یسرنا القرآن نے بغدادی کتابت اور بغدادی قاعدہ پر پڑھنے پڑھانے والوں کی ایک مشکل یا دشواری کو دریافت کیا اور دونوں کو، تلاوت سیکھنے اور سکھانے والوں کیلئے، غیر آسان اور غیر دوستانہ قرار دیا۔ انہوں نے تحریر کیا کہ اس سسٹم پر تلاوت سیکھنے والوں کو اپنے سبق اور عبارتیں ''طوطے کی طرح'' رٹنی پڑتی ہیں جو قریب حفظ کے ہوتا ہے۔ انہوں نے چاہا کہ اس مشکل یا دشواری کو دور کیا جانا چاہئے۔

مؤلف قاعدہ خوش نصیب تھے کہ خداوند کریم نے انہیں مذکورہ مشکل یا دشواری کا علاج کرنے اور اسے دور کرنے کی نیت، غور و فکر، ہمت اور تدبر نصیب کیا۔ ورنہ بہت سے مسلمان اور بھی تھے جنہوں نے اس مذکورہ مشکل کو محسوس تو کیا مگر اس کے ساتھ عمر گزار گئے۔

حضرت پیر صاحب کو خداوند کریم نے ایک ''نئی طرز کتابت'' مذکورہ مشکل یا دشواری کے علاج کے طور پر عطا فرمائی۔ پیر صاحب نے بغدادی رسم الخط میں دشواری بلکہ غلطیوں کے امکان کو اور اپنی ایجاد کردہ طرز کتابت میں واضح آسانی اور درستی کو ''بین سطور پر ظاہر کرنے کیلئے'' چند مثالیں اپنے عربی قاعدہ کے دیباچہ میں درج کی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان مثالوں کو پھر سے دیکھا جائے تا کہ حضرت پیر صاحب کیلئے تشکر کے جذبات پھر سے نمودار اور بیدار ہوں۔ بیدار بخت حضرت پیر صاحب کے قاعدہ کو اور ان کی نئی طرز کتابت کو اہل قادیان نے دیکھا، جانچا اور عملی افادیت کو پرکھا۔ جب دونوں کو مفید اور موزوں پایا تو جماعت احمدیہ عالمگیر نے بطور ایک ماڈرن سہولت اور الٰہی احسان کے قبول کیا اور رائج کیا۔ چنانچہ بفضل خدا دور دور تک لوگ اس قاعدہ اور نئی طرز کتابت سے فیضیاب ہونے لگے۔ قرآن مجید کا سیکھنا، پڑھتے رہنا اور پڑھانا آسان ہو گیا۔

قرآن شریف

قاعدہ ہذا میں پیر صاحب نے لکھا ہے کہ انہیں باوجود بہت تلاش کے ایسا قرآن شریف کوئی نہیں ملا جس میں اعراب کو اپنے اپنے حروف کے ساتھ رکھنے کا التزام کیا گیا ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس التزام اور احتیاط کے ساتھ اپنی کتابت پر قرآن شریف لکھنے کا مشکل اور لمبا کام شروع کیا۔

خداوند کریم کی عطا کردہ توفیق اور اس کے فضل و رحم کے ساتھ ان کے لکھے سیپارہ جات ایک ایک کر کے طبع ہونے شروع ہوئے۔ آخر کار ایک آسان تر طرز کتابت میں قرآن شریف بنی نوع انسان کو نصیب ہو گیا۔ بلاشبہ آج تک یہی نسخۂ قرآن آسان ترین ہے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس پر ماشاء اللہ بجا فخر ہے۔

عربی کا قاعدہ

مرحوم مغفور حضرت پیر صاحبؓ کا دوسرا بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر ہندوستان میں موجود اردو دان مسلمان خاندانوں اور ان کے بچوں کیلئے قاعدہ یسرنا القرآن ترتیب و تدوین کیا۔ ان کی تدریسی صلاحیتوں کی تعریف میں چند کلمات درج ذیل ہیں۔

✿......عربی کی بجائے قاعدہ ھذا میں ذریعہ تعلیم و تدریس اردو ہے۔ ہدایات برائے اساتذہ، دیباچہ، اشتہار، دیگر مضامین اور وصیت سب کے سب سلیس اُردو میں تحریر ہیں۔

✿......عربی حروف تہجی کے نام اور تلفظ التزاماً مقامی اردو حروف کے تلفظ مثلاً بے، تے، ٹے، فے کے مطابق کرنے کی ہدایت درج ہے۔

✿......اسی طرح عربی اعراب کو عربی ناموں سے روشناس کروانے کی بجائے مقامی اُردو ناموں مثلاً کھڑی زبر، کھڑی زیر اور الٹی پیش کہلوا کر گزارا کیا گیا۔

✿......قاعدہ ھذا میں ارادتاً اردو سلیس الفاظ اور فقرہ جات شامل کئے گئے ہیں تا کہ اردو دان طبقہ اس سے مانوس رہے اور راغب رہے۔

✿......پیر صاحب کی اپنی تحریر کے مطابق قاعدہ ھذا کو پڑھ کر اردو پڑھنا بچے کیلئے نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ مَیں نے خود قاعدہ یسرنا القرآن کے بعد تیزی سے اردو پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

تلاوت کے قواعد

قاعدہ یسرنا القرآن کا کورس مکمل ہے، ترتیب موزوں ہے، قواعد کی اُردو زبان نہایت مناسب اور سلیس ہے جو آج تک بوڑھی اور بوسیدہ نہیں ہوئی ہے۔ چند مثالیں آپ کی یادوں کو تازہ کرنے کیلئے پیش خدمت ہیں۔

✿......حروف کی کل اشکال: ہر عربی حرف کی چاروں اشکال، یعنی اس کی مفرد شکل اور لفظوں کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں واقع ہونے کی اشکال سکھانے کے بعد بعض حروف کی دیگر شکلیں بھی سکھائی گئی ہیں۔

✿......جزم: (قاعدہ نمبر ۹) جس حرف پر جزم واقع ہو، اس کے ساتھ اس سے پہلے حرف کو ملا دیا کرو۔ استثناء قاعدہ نمبر ۳۲ میں دیکھیں۔

✿......خالی حرف: (قاعدہ نمبر ۱۹) ''خالی حرف نہیں بولتا''۔

استثناء: ہاں مگر وہ خالی الف بولتا ہے جس سے پہلے زبر والا حرف ہو اور بعد میں کوئی جزم والا حرف نہ ہو۔

(استثناء کا استثناء قاعدہ نمبر ۳۵ میں مذکور ہے)

✿......تنوین: (قاعدہ نمبر ۲۵) ''تنوین کے بعد جب حرف مشدد آئے تو بجائے دو زبر کے ایک زبر، بجائے دو زیر کے ایک زیر اور بجائے دو پیش کے ایک پیش سمجھو۔

استثناء: جب تنوین کے بعد کا حرف مشدد 'ی' یا 'و' ہو تو ملاتے وقت تنوین کو مکمل دو زبر، دو زیر اور دو پیش ہی سمجھو۔

✿......ادغام: (قاعدہ نمبر ۳۲)۔ قاعدہ نمبر ۹ کے برعکس جزم والے حرف کے بعد اگر تشدید والا حرف نظر آ جائے تو جزم کو چھوڑ کر تشدید والے حرف کے ساتھ ملاؤ۔

✿......نون قطنی: (قاعدہ نمبر ۳۵)۔ قاعدہ نمبر ۹ کے برعکس جزم والے حرف کے بعد اگر تشدید والا حرف نظر آ جائے تو جزم کو چھوڑ کر تشدید والے حرف کے ساتھ ملاؤ۔

✿......نون قطنی: (قاعدہ نمبر ۳۵)۔ نون قطنی سے پہلے کا خالی الف، جس سے پہلے اگرچہ زبر والا حرف بھی ہو تو بھی یہ خالی الف نہیں بولتا۔ یعنی قاعدہ نمبر ۱۹ کا استثناء ہے۔ لہٰذا خالی الف سے پہلے والے زبر والے حرف کو لمبا نہ کرو۔

✿......وقف کرنا: (قاعدہ نمبر ۳۷) اگر کسی متحرک حرف کے مابعد وقف کی کوئی علامت آ جائے تو متحرک حرف کی زبر، زیر، پیش کو معدوم سمجھ کر اس کے ساتھ اس سے پہلے والے حرف کو ملا کر متحرک حرف کو ساکن کر دو۔

✿......علاوہ ازیں اگر متحرک حرف گول ۃ ہو اور مابعد وقف کی کوئی علامت آ جائے تو 'ۃ' کی بجائے 'ہ' سمجھی جائے گی اور 'ہ' پڑھی جائے گی۔

✿......اگر ایک زبر والے حرف کے بعد خالی الف ہو اور مابعد وقف کی کوئی علامت آ جائے تو وہ الف ویسے ہی بولے گا۔ یعنی زبر سے ملا کر بولے گا، گویا وقف کا کچھ اثر نہ ہوگا۔

✿......مگر اگر دو زبر والے حرف کے بعد خالی الف ہو اور مابعد وقف کی علامت آ جائے تو وہ الف تو بولے گا اگرچہ 'د' کی بجائے صرف ایک زبر پڑھی جائے گی۔ دو زبر کے بعد خالی 'ی' 'الف' سے بدل جائے گی۔

نوٹ: اگر کسی کو یہ قواعد غیر آسان، غیر منطقی اور غیر دوستانہ دکھائی دیں تو مَیں اسے باور کراتا ہوں کہ بغدادی قاعدہ کے مقابلہ میں یہ آسان، منطقی اور دوستانہ ہیں۔

قاعدہ کے فوائد

باعث دلچسپی ہوگا اگر حضرت پیر صاحب کی اپنی تحریر کے مطابق قاعدہ یسرنا القرآن کے چند فوائد بھی حاضر خدمت کئے جائیں۔

✿......قاعدہ یسرنا القرآن نے استادوں کی دردسری اور مغزخوری اور غصہ کے جلے بھنے رہنے کی تکلیف دور کر دی ہے۔ قاعدہ ھذا نے ان کیلئے کام کو پہلے سے بہت آسان کر دیا ہے۔ بہت سا کام جو استادوں کو کرنا پڑتا تھا یہ قاعدہ خود کرتا ہے۔

✿......قاعدہ بغدادی کے کئی نقائص اور کمزوریوں کی وجہ سے بچوں پر ایک بڑی مصیبت نازل تھی، ناواقف استاد غصہ میں بھر کر بچے کی کھال تک ادھیڑ دیتے تھے۔ قاعدہ یسرنا القرآن نے ان تمام خرابیوں کو دور کر دیا ہے۔ اور بچے اس مار سے جو ناجائز طور پر انہیں پڑتی تھی محفوظ کر دیا ہے۔

✿......بجائے کئی سال کے صرف چھ ماہ میں بچے قرآن کریم پڑھ لیتے ہیں۔ چار ماہ میں قاعدہ ختم ہو جاتا ہے۔ باقی دو ماہ میں قرآن شریف

بچے سے سن لیں۔

✿ ......اس قاعدہ کو پڑھ کر اُردو پڑھنا بچے کیلئے نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

✿ ......اس قاعدہ نے ارشاد خداوندی ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ کے ایک پہلو کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے۔ آیت مذکورہ میں ایک پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ قرآن شریف کا پڑھنا مشکل سمجھیں گے لیکن لوگوں کے اس خیال کو باطل کر دیا جائے گا۔

میرے شاگرد اس زمانہ میں قرآن شریف کا پڑھنا مشکل سمجھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ان کے اس خیال کو کب تک باطل کر دیا جائے گا؟ تاہم چونکہ اس زمانہ (۱۹۰۴ء) میں قاعدہ ھذا کے ذریعہ سے ان لوگوں کے خیال کو باطل ثابت کر دیا گیا تھا اور خداوند کی پیشگوئی پوری ہوئی اس لئے اس قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھا گیا تھا۔

مَیں ایک تمثیل عرض کرتا ہوں۔ بغدادی سسٹم پر کسی نئے اناڑی کا تلاوت سیکھنا ایسے ہے جیسے ایک اناڑی دو پہیے والی سائیکل کی سواری سیکھے۔ جبکہ یسرنا القرآن سسٹم پر ایسے ہے جیسے ایک اناڑی تین پہیے والی موزوں سائز کی سائیکل پر سواری سیکھے۔ پھر نہ غلطی کرے اور نہ سائیکل سے گرے۔

اب ایک تجربہ عرض کرتا ہوں۔ یسرنا القرآن سسٹم پر تلاوت سیکھنے والے طلباء حسب ضرورت بعد میں بغدادی اور دیگر عربی رسم الخط پر رواں دواں ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اعتراض بے بنیاد ہے کہ یسرنا القرآن سسٹم پر تلاوت سیکھنے والے دیگر رسم الخطوط پر ناکام رہتے ہیں۔ بات ضرورت اور نیت کی ہے۔

اب ایک اندازہ پیش خدمت ہے۔ بغدادی سسٹم پر پڑھے کامیاب طلباء میں سے جتنے فی صد (رضاکار) استاد قرآن شریف پڑھانے والے پیدا کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ فی صد رضاکار استاد، یسرنا القرآن سسٹم پر پیدا ہوتے ہیں اور یہ محض برکت خداوندی ہے۔

اتنے فوائد کی موجودگی، یسرنا القرآن سسٹم کے عقیدت مندوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس سوسالہ محفوظ ومفید اور مقبول قاعدہ کو بہترین قاعدہ قرار دیں۔

تراجم

گزشتہ سو برس سے حضرت پیر صاحب کی کتابت قرآن شریف اور قاعدہ یسرنا القرآن نے اپنی عملی افادیت اور مقبولیت کے جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔

چند دہائیوں سے قاعدہ میں موجود اساتذہ کیلئے اُردو ہدایات کے تراجم قاعدہ یسرنا القرآن کے عربی اسباق کے ساتھ لگا کر دیگر زبانوں میں خدمت کر رہے ہیں۔ اب دیس دیس میں قاعدہ یسرنا القرآن کی یہ عبارت با آواز بلند پڑھی جارہی ہے۔ ''یہ عربی قاعدہ ہے + عبارت اُردو کی ہے + آہاہا''۔

ارشاد خداوندی

مؤلف قاعدہ یسرنا القرآن حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے خاص اہتمام سے ارشاد خداوندی کا ذکر کیا۔ پھر اس پیشگوئی کو ایک بار پھر سے پورا ہونے کو ثابت کیا اور اس پر اپنی تالیف کا نام ''قاعدہ یسرنا القرآن'' رکھا۔ یہ ان کا انعام تھا جس کیلئے قرآن کے خدا تعالیٰ نے انہیں چن لیا تھا۔

ابتدائے قرآن اور آغاز اسلام کے وقت عربی تحریریں اور عبارتیں رموز اوقاف، اعراب، شدہ، جزم بلکہ نقطہ جات سے عاری اور خالی تھیں۔ عربوں کو ایسی عربی عبارت کے پڑھنے میں ہرگز کوئی دِقت یا مشکل نہ تھی۔

مابعد کی تمام صدیوں میں قرآن شریف کی عبارتوں کو ہم جیسے غیر عرب، غیر عربی دان مسلمانوں کی خاطر آسان سے آسان تر بنایا گیا۔ یہی دستور اور سلسلہ آئندہ بھی ارشاد خداوندی کی سچائی کی خاطر جاری رہے گا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی حفاظت جاری رہے گی۔

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی قرآن شریف کیلئے عظیم خدمات اور ہم جیسوں پر بے انتہا احسانات کے اجر بے حساب کیلئے، ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے خاکسار کی دلی دُعائیں جاری وساری ہیں۔

(بشکریہ الفضل لندن ۱۴ نومبر ۲۰۰۳)

بقیہ صفحہ (۱۵)

تحریر فرمایا ہے اُس کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ یہ آپ کی عظیم خدمتِ قرآن تھی، اور ہے، جس کی نظیر تاریخ اسلام کے اوراق میں نہیں ملتی۔

قرآن مجید کے تراجم

ایک اور خدمت جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قرآن شریف کی بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی، وہ اس مقدس کتاب کے مختلف زبانوں میں تراجم کے سلسلے میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی وساطت سے ہر مسلمان کو یہ حکم دیا يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ. وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔(المائدہ ۶۸-۵) اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو کلام تجھ پر اتارا گیا ہے اُسے لوگوں تک پہنچا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا۔

اسی کتاب عظیم میں ایک دوسری جگہ فرمایا:
قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف ۱۶۰-۷) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یہ کہہ دیں کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس حکم ربانی کا تقاضا تھا کہ قرآن مجید کو اس روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان تک پہنچایا جائے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنی استطاعت و بساط کے مطابق قرآن مجید کی تبلیغ و ابلاغ کا حق ادا کیا۔ مگر جیسا کہ ہر انسان جانتا ہے کہ دنیا کی آبادی کی اکثریت عربی زبان سے نابلد ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ قرآن مجید کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کیلئے مختلف زبانوں میں ترجمے کرتے۔ مگر افسوس مسلمانوں نے یہ فرض ادا نہ کیا۔ ایک زمانے میں یہی بحث ہوتی رہی کہ قرآن مجید کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعد میں سعودی عرب اور بعض اور مسلمان حکومتوں اور اداروں نے جو ترجمے شائع کئے وہ معیاری اور تسلی بخش نہیں تھے۔

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام اور افراد جماعت نے قرآن کریم کی اس میدان میں عظیم خدمت بجالانے کی سعادت وتوفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب تک جماعت احمدیہ نے ۵۸ بین الاقوامی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کر دیئے ہیں۔ اور تقریباً ایک سوبیس زبانوں میں قرآن مجید کی منتخب اور ضروری آیات کا ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے۔ اور اسطرح جماعت احمدیہ نے کروڑوں انسانوں تک قرآن مجید کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور ہنوز کر رہی ہے۔ یہ اتنی عظیم خدمت قرآن تھی اور ہے، جس کی نظیر تاریخِ اسلام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی جماعت احمدیہ کی خدمتِ قرآن کا برملا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر رسالہ ''المنیر'' لائلپور پاکستان نے جماعت احمدیہ کی ان خدمات کا اقرار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا۔

''غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام اس اصول ''نفع رسانی'' کی وجہ سے قادیانیت کے بقا اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے۔ ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ خود ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے.... گویا وہ زبان حال وقال سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملتِ اسلامیہ جو اس وقت جبکہ ہمیں آپ لوگ کافر قرار دینے کیلئے پرتول رہے ہیں غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔ غور فرمایئے ان لوگوں کا تاثر کیا ہوگا؟ اور قادیانیوں کا یہ کام ان کی زندگی میں کس حد تک ممد ومعاون ہے''۔ (المنیر ہفت روزہ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰)

اسی طرح ایک اور خبر قارئین کے استفادہ کیلئے درج ذیل ہے: جناب عبدالماجد صاحب دریا بادی مدیر صدق جدید لکھنؤ نے ایک دفعہ تحریر فرمایا:

''مشرقی پنجاب کی خبر ہے کہ اچاریہ ونو بھاوے جب پیدل دورہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی اور سیرت نبوی پر انگریزی کتابیں پیش کیں۔ یہ وفد قادیان کی جماعت احمدیہ کا تھا۔ خبر پڑھ کر ان سطور کے راقم پر تو گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ اُودھ کا بھی کیا۔ بلکہ خاص قصبہ دریا باد میں قیام کرتے ہوئے گئے۔ لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ نہ اپنے کو نہ اپنے کسی ہم مسلک کو ندوی دیوبندی تبلیغی جماعتوں میں سے۔ آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقعہ اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے، یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکلی جاتی ہے۔ اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں''۔ (صدق جدید لکھنؤ ۱۲ جون ۱۹۵۹ء)

جب جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کے پہلے پارہ کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا تو مسٹر فورمین پرنسپل کرسچن کالج لاہور قادیان آئے، انہوں نے اُسی وقت جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید کی اس جدید رنگ میں خدمت پر اپنی مرعوبیت کا اظہار کیا چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اُن کے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا:

''جب ترجمۃ القرآن کا پہلا پارہ انگریزی میں شائع ہوا تو فورمین کرسچن کالج لاہور کے پرنسپل اور وائی ایم سی اے کے سیکرٹری مجھ سے ملنے کیلئے قادیان آئے تو انہوں نے مختلف امور کے متعلق گفتگو کی۔ انہیں وہ پارہ دیا گیا۔ اس وقت انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ لیکن بعد میں سیلون میں تقریر کی جس میں بیان کیا کہ اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ ازہر وغیرہ میں نہیں ہوگا۔ جن کی طرف لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں بلکہ پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ہوگا۔ جہاں سے میں ابھی ہو کر آیا ہوں۔ اور جہاں سے قرآن کا ترجمہ شائع ہونا شروع ہوا۔ اور وہ قادیان ہے''۔ (الفضل ۱۴ر جنوری ۱۹۲۹ء)

دُعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو خدمت قرآن کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ اور ہر مسلمان کو بھی ان کی صف میں شامل ہونے کی ہمت وتوفیق بخشے۔ آمین۔

حفاظتِ قرآن ـــ صداقت قرآن

سی شمس الدین مبلغ سلسلہ فلسطین

قانون قدرت اور جملہ کائنات گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل بے نظیر ہے انسان اور خدا کی بنائی ہوئی اشیاء میں امتیاز ہی یہی ہے کہ خدا کی پیدا کردہ چیز کی مانند کوئی بنا نہیں سکتا۔ اسی طرح جب اسکا فعل بے نظیر ہے تو یقیناً ماننا پڑے گا کہ اُس کا قول بھی بے نظیر ہی ہے۔ کوئی انسان اسکی مثال لانے پر قادر نہیں ہوسکتا۔

جب ہم الہامی کتب کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں تو قرآن شریف کی تحقیق سے ہمیں ہر طرف سے تسلی ہی تسلی ہوتی ہے اور ہمارے قلب کو ایک ایسا اطمینان گھیر لیتا ہے کہ دن بدن ساعت بساعت قرآن شریف کی محبت اسکی سچائی ہمارے دلوں میں بیٹھتی جاتی ہے۔ اسکی زبان زندہ ہے اور اسکی مدد سے معارف و حقائق ہمیشہ حاصل ہوتے رہتے ہیں۔

قرآن مجید کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون** (الحجر)

دیکھئے باوجود یہ کہ سینکڑوں دفعہ عیسائیوں نے اسے چھپوایا۔ اور سینکڑوں نے اسے شائع کیا۔ مگر خدا کی قسم ہرگز ہرگز اس میں فرق نہ ہوا اور نہ ہوسکے گا یہ ایک عظیم الشان خوبی ہے اور بڑی خصوصیت ہے جو اسلام کو حاصل ہے کیونکہ اسلام کی مذہبی کتاب جامع اور اکمل کتاب ہے جس کی ضرورت ہر ملک میں ہر قوم میں ہر زمانہ میں لوگوں کو رہتی ہے اور رہے گی۔ یہ بین حقیقت ہے اور خدا تعالیٰ کے ظاہری نظام میں بھی اسکا ثبوت ملتا ہے کہ جو چیز تمام انسانوں کیلئے یکساں مفید ہے ہر قوم و ہر ملک کیلئے یکساں فائدہ رساں ہے اسکو خدا تعالیٰ نے اپنے قبضے میں رکھا ہے۔ اور کسی انسان کی مجال نہیں کہ ان چیزوں میں کوئی تغیر کر سکے۔ مثلاً سورج چاند، ہوا، پانی وغیرہ پس روحانی سورج دینی چاند بھی سب لوگوں کیلئے یکساں ابر رحمت اور تمام مذہبی آدمیوں کیلئے یکساں مدار زندگی صرف قرآن کریم ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے کیا ہی خوب فرمایا۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پس قرآن مجید کو یہ فخر حاصل ہے کہ آج اگر کوئی آفت پیدا ہو کوئی سیلاب آجاوے جو کاغذوں کو کھا جاوے سوچ کر دیکھ لیتے ہیں آخر کون سی کتاب باقی رہے گی کوئی نہیں ہرگز کوئی نہیں بجز قرآن مجید اور فرقان حمید کے۔ کیونکہ دوسری کتابوں کی طرح قرآن مجید کاغذوں کا محتاج نہیں۔ الغرض قرآن مجید وہ واحد کلام پاک ہے جو انسانی دستِ تصرف سے پاک اور محفوظ ہے مگر انجیل و وید وغیرہ نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تالله لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لهم الشیطان اعمالهم فهو ولیهم الیوم ولهم عذاب الیم . وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدیً ورحمة لقوم یومنون (النحل)

یعنی شروع پیدائش سے لیکر انسانوں کی ہدایت کیلئے رسول آتے رہے اور ان پر کتابیں بھی نازل ہوتی رہیں۔ مگر ان لوگوں کی خواہشات نفسانیہ نے ان کے اعمال کو خوبصورت کر کے دکھایا جو آج تک ان کے ساتھ چلا جا رہا ہے اسلئے ہم نے یہ کتاب صرف اسلئے نازل کی ہے کہ اے محمدؐ تو لوگوں پر کھول کھول کر صحیح باتیں بیان کردے کہ جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور تاکہ یہ کتاب ایمان لانے والوں کیلئے ہدایت اور اطمینان اور رحمت کا باعث ہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی موجود ہے کہ **ان علینا جمعه وقرآنه** یعنی کہ قرآن کریم کو جمع کرنا خدا کا کام ہے۔ اب یہ ایک ثابت شدہ زبردست صداقت ہے کہ بانیٔ اسلام اور آپ کے صحابہ کرام اسلام کی معمولی سے معمولی خدمت اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام کیلئے اپنی جان و مال نثار کرنا زندگی کی عین راحت سمجھتے تھے۔ اپنے عزیز و اقارب اور وطنوں سے جدا ہوئے بھوکے اور فاقے رہے۔ ناقابل برداشت مصائب و شدائد میں اپنے آپ کو مبتلا کیا۔ پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہایا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک لحہ کیلئے بھی کسی عقلمند کے دل میں یہ شبہ پیدا نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت اور آپ کے خدام نے قرآن کریم جیسی مقدس کتاب جس پر اسلامی عمارت کی بنیاد ہے پوری طرح سے محفوظ کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت کیا ہو۔

حفظ قرآن :۔ پھر یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ اہل عرب اپنی غیر معمولی قوت حافظہ کے ذریعہ تمام اشعار اور تاریخی واقعات و انساب کو نسلاً بعد نسلٍ محفوظ رکھتے تھے حضور اقدس کے عہد مبارک سے پہلے ہی تحریر کے اسباب مہیا تھے اور لکھنے کا رواج موجود تھا۔ آنحضرتؐ نے بھی تو خطوط لکھوائے تھے لیکن حافظہ کا ایک غیر معمولی ملکہ ان کو عطا ہو چکا تھا۔ اس امر کی شہادت ایک یوروپین مصنف سر چارلس لائل جنہوں نے دیوان عبید ابن الابرص او رعامر ابن طفیل کا انگریزی ترجمہ کیا ہے اس کتاب کے دیباچہ میں یوں تحریر کرتے ہیں۔

''یہ یقینی امر ہے کہ ایام جاہلیت میں اشعار لکھے نہیں جاتے تھے بلکہ حفظ کر لئے جاتے تھے وہ قصائد جن میں قبائل کی فتح و ظفر کا بیان ہوتا تھا بیش قیمت خزانے گنے جاتے تھے اور پھر نسلاً بعد نسل پہنچائے جاتے تھے عام علمی چرچے کے علاوہ جو مختلف قبیلوں میں پھیلا ہوا تھا ایک خاص طریق حفظ بھی تھا اور سلسلہ رواۃ تھا اپنے حفظ کئے ہوئے خزانے کو محفوظ رکھنا راویوں کا فرض منصبی ہوتا تھا اُس زمانہ میں جبکہ فن کتابت کا استعمال شہروں میں خاص کاموں کیلئے محفوظ ہوتا تھا اس زمانہ میں موجودہ زمانہ سے بہت زیادہ قوت حافظہ کا استعمال ہوتا تھا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس طرح سے دو تین سو سال تک اشعار پہنچائے گئے''۔

مسلمانوں کیلئے چونکہ روزانہ پانچ وقت کی نماز میں تلاوت قرآن کریم لازمی امر ہے۔ اسلام میں علم قرآن اور حفظ قرآن (چند حصے ہی سہی کے بغیر عبادات گویا کہ ناممکن ہیں اس لئے بھی قرآن کریم کا حفظ کرنا مسلمانوں کیلئے ضروری تھا۔ صحابہ کرام بہت جوش و خروش سے قرآن کریم حفظ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے قرآن کریم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل فرمایا تاکہ آسانی سے مسلمان اس کو حفظ کرسکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔

وقرانا فرقناه لتقراه علی الناس علی مکث ونزلناه تنزیلاً پھر فرماتا ہے **قال الذین کفروا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة کذالک لنثبت به فؤادک ورتلناه ترتیلاً**۔ کفار نے اعتراض کیا کہ تمام قرآن شریف کیوں نہ ایک دفعہ سارا نازل ہوگیا۔ خود قرآن نے ہی اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے نازل کیا کہ تاکہ ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے قرآن مجید کو اچھی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا۔ پھر سورۃ عنکبوت میں فرماتا ہے **بل هو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم**

یعنی قرآن مجید آیتوں کا مجموعہ ہے جو مسلمانوں کے سینے میں محفوظ رہیں گی۔

الغرض قرآن مجید کو ایک خاص اندازے کے مطابق نازل کرنے کا خدائی منشاء یہ تھا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اسے محفوظ کریں اور آسانی سے حفظ کا کام کرسکیں اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ اہل عرب کو نہایت مضبوط قوت حافظہ عنایت کر کے قدرتی اسباب بھی پہلے سے مہیا کئے۔

آنحضرتؐ کے عہد میں قرآن مجید کو بڑے اہتمام سے حفظ کیا جاتا تھا چنانچہ معونہ کی جماعت کی تعلیم کیلئے ستر حفاظ روانہ کئے گئے تھے جو راہ میں شہید کر دیئے گئے تھے ایک قلیل سی جماعت کیلئے ستر حفاظ کا بھیجنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عہد نبوی میں بکثرت حفاظ قرآن موجود تھے۔

عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص، ابودرداء تمیم داری، سلیمان بن ابی حشمہ، ابی ابن کعب، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، سعد بن المنذر۔ عبد اللہ ابن عمر بن الخطاب۔ عقبی ابن عامر رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ بالاتفاق حفاظ قرآن تھے۔ اور بھی حفاظ قرآن کی لمبی فہرست ہے اور تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن کا بھی مقدس رواج پھیلتا گیا اور آج ہر اسلامی بستی میں حفاظ قرآن موجود ہیں۔

حفظ قرآن کے تعلق سے بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ چنانچہ یہاں دو روایتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ خود نہایت حسن انتظام سے اپنی نگرانی کے ماتحت قرآن کریم حفظ کروایا کرتے تھے۔

کان داب الصحابةؓ عن اول نزول الوحی الیٰ اخره مسارعة الی حفظه

(کتاب زبدۃ البیان فی مصاحف عثمان)

یعنی:۔ تمام زمانہ نزول وحی میں اوّل سے لیکر آخر تک صحابہ کرامؓ کی یہ عادت تھی کہ وحی کو فوراً حفظ کر لیا کرتے تھے۔

دوسری روایت اس طرح ہے ''ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے منبر پر سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ میں نے کہا قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے رسولؐ نے جواب دیا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کسی سے قرآن سنوں۔ پس میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی یہاں تک کہ فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید...... الخ پڑھا تب رسول مقبولؐ نے فرمایا اب بس کرو میں نے نظر کیا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے''۔

عہد نبویؐ میں ہی قرآن کریم لکھا جاچکا تھا

اب حفاظت قرآن کا دوسرا پہلو یعنی فن کتابت کے ساتھ محفوظ کرنے کا ہے آنحضرتؐ کے عہد مبارک میں خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن پاک ضبط تحریر میں آگئی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں بھی تحریر کا رواج تھا اور تحریر کے اسباب بھی مہیا تھے۔ چنانچہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ ایام جاہلیت (قبل از اسلام) میں بھی تحریر کا عام رواج تھا چنانچہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں بھی تمام اہم امور لکھے جاتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حکم ہے کہ: **یاایها الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه**.

اے ایمان والو اگر تم آپس میں وقت مقررہ تک کیلئے دین کا معاملہ کرو تو لکھا کرو۔ گویا اس آیت سے دو باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔ اول یہ کہ عہد نبویؐ میں تحریر کے اسباب مہیا تھے اور لکھنے پڑھنے کا رواج تھا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو دنیاوی معاملات جن کا محفوظ و یاد رکھنا ضروری ہے حق تعالیٰ نے لکھنے کا حکم دیا تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید جس پر تمام دین کا دارومدار ہے لکھا نہ جاتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **انه لقران کریم فی کتاب مکنون لا یمسه الا المطهرون** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم غیر محرف و مبدل کتاب ہے اور آنحضرت کی حیات میں ہی ضبط تحریر میں آکر کتاب کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید کے انگریزی مترجم راڈویل اس آیت کریمہ کے متعلق حاشیہ میں لکھتا ہے کہ اس آیت سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا تحریر شدہ نسخہ عہد نبیؐ میں ضرور استعمال ہوتا تھا۔

پھر ایک اور آیت ہے۔ رسول من الله یتلوا صحفاً مطهرة فیها کتب قیمة (یعنی محمدؐ اللہ کی طرف سے رسول ہیں اور پاک صحف پڑھ کر سناتا ہے جس میں مضبوط کتب ہیں صحف کے معنی اقرب الموارد میں ہے۔ ''قرطاس مکتوب یعنی لکھا ہوا ورق مفردات امام راغب میں ہے۔ التی ما یکتب فیها۔ یعنی وہ چیز جس میں لکھا جائے۔

قرآن کریم عہد نبوی میں لکھے جانے کے تعلق سے احادیث

اوّل تو قرآن مجید نے خود بیان کیا کہ وہ لکھا جاتا تھا۔ مزید تسلی کیلئے چند احادیث کو دیکھتے ہیں جن سے اس بات کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے وحی لکھا کرتا تھا جس وقت وحی نازل ہوتی تھی اُس وقت حضور کو نہایت گرانی ہوتی تھی۔ موتی کی طرح پسینہ نمودار ہوتا تھا جب وحی ختم ہو جاتی تھی تو میں شانہ کی ہڈی کو لیکر حاضر ہو جاتا تھا۔ تو حضورؐ بتلاتے جاتے تھے اور میں لکھتا تھا مجھے اس قدر تھکان ہوتی تھی کہ میں محسوس کرتا تھا کہ میرے پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں اور میں چل نہیں سکوں گا۔ جب میں لکھ لیتا تھا تو حضورؐ فرماتے تھے کہ سناؤ تو میں پڑھتا تھا اگر اس میں غلطی ہوتی تو آپؐ درست کر دیتے تھے پھر میں اس کو لیکر لوگوں میں جاتا تھا''۔

(مجمع الزوائد جلد نمبر ا صفحہ ٦٠)

ایک اور حدیث میں ہے عن البراء قال لمّا نزلت لا یستوی القعدون من المؤمنین. قال النبیؐ ادعوا فلاناً فجاء ہ ومعه الدواة واللوح او الکتف فقال اکتب یعنی براء سے روایت ہے کہ جب قرآن کی آیت لا یستوی۔ الخ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا فلاں لکھنے والے کو بلاؤ وہ شخص دوات اور تختی یا شانے کی ہڈی کو لیکر حاضر ہوا آپ نے فرمایا لکھو۔

پھر ایک روایت میں ہے عن ابی سعید ان النبی صلعم قال لا تکتب عنی شیئاً الا القران فمن کتب عنی غیر القران فلیمحه۔ یعنی رسولؐ نے فرمایا مجھ سے سوائے قرآن کریم اور کچھ نہ لکھا کرو۔ اگر کسی نے قرآن کے سوائے مجھ سے کچھ لکھا ہو تو مٹا دے۔

حضرت عمرؓ کی بیعت سے قبل بھی نازل شدہ وحی کے تحریری نسخے موجود تھے چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطابؓ فوجی لباس و شمشیر براں زیب تن کئے ہوئے دل میں یہ ٹھان کر کہ محمدؐ کو قتل کر ڈالوں گا باہر نکلے اور آنحضرت ﷺ کے مکان کی طرف رخ کیا راستہ میں یہ معلوم کر کے کہ انکی ہمشیرہ اور بہنوئی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں ان کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ مکان پر پہنچتے ہی اندر سے تلاوت قرآن مجید کی آواز کان میں پہنچی باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت عمرؓ کی آواز سنتے ہی حضرت خبابؓ جو اُس وقت حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ اور ان کے بہنوئی کو (سورۃ طٰہ) قرآن مجید پڑھا رہے تھے کمرے کے ایک کونے میں جا کر چھپ گئے اندر داخل ہو کر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے سنا کہ تم آبائی مذہب کو ترک کر کے داخل اسلام ہو چکے ہو۔ اپنے بہنوئی سے اثبات میں جواب سنکر فاروق اعظمؓ آگ بگولہ ہو گئے اور بہنوئی پر ٹوٹ پڑے زدوکوب کیا ان کی بہن جنہوں نے بغل میں قرآن شریف چھپایا ہوا تھا اپنے شوہر کو بچانے کیلئے گئیں انکو بھی سخت چوٹیں آئیں مگر ان کے دل میں ایمان راسخ ہو چکا تھا وہ ڈرنے والی نہ تھی نہایت ہی دلیری سے اور جرأت سے بھائی سے مخاطب ہوئیں کہ اسلام دین حق ہے ایمان ہمارے رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے۔ ہم نے دین اسلام کو قبول کرنے کا شرف و سعادت حاصل کیا جس پر جان و مال نثار کرنا ہم عین راحت خیال کرتے ہیں اس جواب کا اثر بجلی کی طرح حضرت عمرؓ پر ہوا اور نہایت ہی مؤدب ہو کر اپنی ہمشیرہ سے طٰـہٰ کا نسخہ مانگا۔ اور بعد طہارت ہمشیرہ نے حضرت عمرؓ کو وہ نسخہ دکھایا۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید شروع سے ہی تحریر میں لا کر نسخوں کی صورت میں بھی حفاظت کیا کرتے تھے۔

ترتیب قرآن

اب ذیل میں اس بات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور ترتیب خود آنحضرتؐ نے ہی دی ہے۔ خود قرآن کریم اس امر کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ ان علینا جمعه وقرانه فاذا قرأناه فاتبع قرانه۔ یقیناً ہمارے ذمہ ہے قرآن مجید کو جمع کرنا اور جب ہم پڑھائیں گے تو تب ہمارے پڑھنے کی اتباع کرو۔

اب یہ ایک صاف سیدھی بات ہے کہ قرآن کریم کا جمع ترتیب کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم کو جب حفاظ کرام حفظ کیا کرتے تھے تو حفظ کرنے کیلئے بھی ضروری ہے کہ ایک ترتیب ہو۔ تیسری بات اسکے ثبوت میں یہ ہے کہ نماز میں تلاوت قرآن ایک لازمی حصہ ہے نماز میں بلا ترتیب تلاوت قرآن مجید ممکن نہیں ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں امام کے تلاوت قرآن میں کوئی غلطی ہوتی اور ترتیب میں کوئی آگا پیچھا ہوتا تھا تو فوراً مقتدی ٹوک دیتے تھے۔ ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک یہ دستور چلا آتا ہے۔

اب اس بات کی مزید وضاحت کیلئے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس کتاب سے وہ دو آیتیں اُتاری ہیں جو سورۃ بقرہ کے آخر میں ہیں اور جس گھر میں تین رات متواتر یہ دونوں آیتیں پڑھی جاویں اُس گھر کے نزدیک شیطان کبھی نہیں جاتا۔

ایک اور حدیث ہے عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول الله من حفظ عشر ایات من اوّل سورة الکهف عصم من الدجال (مسلم)

یعنی جس نے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا ان احادیث سے واضح ہو گیا ہے کہ آیتوں کی ترتیب آنحضرتؐ کے زمانہ میں آپ ہی کے ذریعہ ہوئی تھی اور بھی بہت احادیث اس سلسلہ میں ملتی ہیں جن میں باقاعدہ آنحضرتؐ کی طرف سے سورۃ کے نام بتائے گئے ہیں مثال کے طور پر یہ حدیث ہے کہ آنحضرتؐ مغرب کی نماز میں سورۃ اعراف تلاوت فرماتے تھے اور رکعتوں میں تقسیم فرماتے تھے۔

ایک اور حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۃ لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں ابی نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے آپ نے جواب دیا ہاں تو ابی رو پڑے۔

ترتیب نزول کے بعد نئی ترتیب کی کیا وجہ ہے

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب ترتیب نزولی نہیں ہے اور جس طرح آیات نازل ہوتی تھیں اسی طرح جمع کرنا اور ترتیب دینا ممکن بھی نہ تھا قرآن کریم کی موجودہ ترتیب بھی عین منشاء الٰہی کے ماتحت ہے۔ جب قرآن مجید نازل ہوا اس وقت لوگ اسلامی مسائل سے بالکل ناواقف تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ان کو سمجھانی ضروری تھیں تا کہ ان کے دماغوں میں آہستہ آہستہ وہ سرایت کر جائے جیسا کہ نومولود بچہ کو فوراً ہی ثقیل غذا نہیں دی جاتی بلکہ ترتیب ضروری ہے ابتدائی ہلکی تعلیمات کے بعد ہی شریعت کی تفصیلات بیان ہو سکتی تھیں۔ اوّل تو چند اصولی باتیں جیسے خدا کی وحدانیت مخلوق کی ہمدردی خدا کی عبادت کرنا وغیرہ تعلیمات نازل ہوئیں بعد میں موقع و محل کے مناسب احوال کے پیش نظر خدائی تقدیر کے مطابق تعلیمات میں اضافہ ہوا۔ لیکن ملہم کی زندگی میں ہی اس کی تکمیل ہوئی اور آئندہ آنے والوں کیلئے قرآنی پیشگوئیوں کو سمجھنے اور اسلام کی صداقت کو جاننے کی غرض سے ان جملہ کامل تعلیمات کو ایسی کامل اور اعجازی ترتیب دی گئی کہ انسان کی عقل اسکی گہرائی میں ڈوب کر حیرت زدہ ہو جاتی ہے۔

رکوع وقوف کی تعیین بھی آنحضرت نے فرمائی تھی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رکوع اور وقوف بعد کے لوگوں کے مجوزہ ہیں لیکن یہ خیال باطل ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کے قول ''ورتل القرآن ترتیلاً'' کے معنی ہیں حروف کو سنوار کر اور درست کر کے پڑھنا اور وقفوں کو پہچاننا۔ پھر آگے یہ بھی لکھا ہے۔

ابن انباری نے کہا قرآن شریف کی اعلیٰ معرفت اسکو حاصل ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں شروع کرنا ہے کیونکہ قرآن شریف کے معانی کی معرفت ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اسکے فاصلوں اور فرق کو اچھی طرح سے نہ سمجھ لیا جاوے۔

مذکورہ بیان سے دو باتیں میرے نزدیک کھل جاتی ہیں۔ اول یہ کہ علماء کرام کے نزدیک ابتداء سے ہی وقف و بدء کا لحاظ رکھنا ضروری تعلیم ہے اور قرآنی آیت ورتل القرآن ترتیلا سے بھی یہی مراد ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحیح وقف و بدء کے بغیر قرآن پڑھنے سے اعلیٰ معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ گویا کہ سب سے بڑے عارف حضور اکرمؐ انہی اوقاف و شروعات کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ کتاب منار الھدیٰ فی بیان الوقف والابتداء کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ :-

قاری قرآن مجید کو وقف جبریل ضرور سیکھنا چاہئے حضرت جبریل قل صدق اللہ پر وقف کیا کرتے تھے اور رسولؐ آپ کی اتباع کیا کرتے تھے۔ اور ان وقفوں کا آپ کو اللہ جل شانہ کی طرف سے خاص علم بخشا گیا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ فاذا قرانـاه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه۔ یعنی جب ہم قرآن پڑھیں اس ہمارے پڑھنے کی تم اتباع کرو پھر یقیناً ہمارے ذمہ ہی اس کا بیان کرنا ہے۔

حفاظت قرآن مجید کے بارے میں غیروں کی رائے

یہ حقیقت ہے کہ الفضل ما شهدت به الاعداء قرآن مجید کی یہ غیر معمولی حفاظت ہی تھی کہ جس نے اپنے مخالفین کو اپنی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ مذکورہ بالا باتوں سے یورپ کے دشمنوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ قرآن کریم رسولؐ سے لیکر اب تک بالکل محفوظ چلا آتا ہے۔ اور یہ کہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جس شکل میں وہ نازل ہوا وہی شکل آج بھی موجود ہے۔

سر ولیم میور اپنی کتاب Life of Mohammad صفحہ ۲۸ میں لکھتا ہے۔

What we have though posibility created by him self is still his own.

یعنی گو یہ ممکن ہے کہ محمد (رسولؐ) نے قرآن خود ہی بنایا تھا مگر جو قرآن ہمارے پاس آج موجود ہے یہ وہی ہے جو محمد (ﷺ) نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

We may upon the strongest persumption that every verse in the Quran is genuine and unaltored composition of Mohammad himself.

ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک آیت جو قرآن میں ہے وہ اصلی ہے اور محمد (صلعم) کی غیر محرف تصنیف ہے۔

ابھی تک جو باتیں بیان ہوئیں قرآن مجید کی ظاہری حفاظت اور صحت کے تعلق سے تھیں اس کے علاوہ قرآن مجید کی معنوی حفاظت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں انتظام کیا ہے ☆☆☆

ڈنگوہ (ہماچل) میں انصار اللہ کا تربیتی اجلاس

محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کی شرکت اور ۱۰ مجالس کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو پہلی مرتبہ محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کی آمد پر شاندار تربیتی اجلاس کا انعقاد اور دس عدد مجالس انصار اللہ کا قیام ہوا۔

جلسے کی کارروائی زیر صدارت محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس انصار اللہ بھارت عزیز رحیم خان کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی نظم مکرم روشن دین صاحب معلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ پہلی تقریر محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد نے فرمائی محترم موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں ایسے تربیتی اجلاسات اور اجتماعات کی اہمیت بیان فرمائی۔ دوسری تقریر محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے نومبائعین کو قرآن کریم کی تلاوت اور اُس کے تراجم سیکھنے اور اُن کو سمجھنے کے نہایت آسان طریق پر کی۔ تیسری تقریر محترم قاری نواب احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے نماز کی اہمیت پر بیان فرمائی۔ آخر میں محترم صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے انصار بھائیوں کی ذمہ داریاں اور اطاعت وفرمانبرداری کے موضوع پر قیمتی نصائح فرمائیں اور دُعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا اس جلسے میں ۱۵ جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اس حقیر اور ابتدائی مساعی کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ (محمد نذیر مبشر مبلغ انچارج صوبہ ہماچل)

مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ کا بک سٹال

گذشتہ دنوں سونگھڑہ کے مضافات میں ہندوؤں کے ایک میلے میں مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے دو جگہوں پر Book Stall لگایا گیا جس کے ذریعہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو پیغام حق پہنچا۔ کثیر تعداد میں لٹریچر اور فولڈر تقسیم کیا گیا۔ مورخہ ۴-۴-۰۴ ۱۱ رائے سونگھڑہ میں اور دو دن کیندو پالنا میں بک سٹال لگا۔ (سید فضل مومن قائد مجلس سونگھڑہ)

جلسہ یوم والدین

مورخہ ۲۰-۴-۰۴ کو مسجد احمدیہ رشی نگر میں جلسہ یوم والدین منایا گیا۔ تلاوت ونظم کے بعد محترم مولوی عبدالحی صاحب خان نے اطاعت والدین پر تقریر کی۔ محترم محمد رفیق صاحب بٹ نے تربیت اولاد پر تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد کچھ اطفال نے بھی تقاریر کیں۔ آخر پر صدارتی تقریر الحاج ماسٹر عبدالرشید صاحب میر نے کی۔

(وسیم احمد گنائی ناظم اطفال رشی نگر)

کنانور کی نمائش میں احمدیہ بک سٹال

صوبہ کیرالہ کے کنانور شہر میں ۲۳ دسمبر تا ۱۷ فروری ۰۴ء ایک نمائش لگی۔ جس میں جماعت احمدیہ کو بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ خدا کے فضل سے پچاس ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ لاکھوں افراد تک پیغام حق پہنچا۔ اس سٹال کیلئے مکرم مولوی ظفر احمد صاحب مکرم مولوی ناصر احمد صاحب مکرم مولوی شریف احمد صاحب، مکرم مولوی سلام صاحب اور مکرم مولوی علی کنجو صاحب نے بھرپور تعاون دیا۔

اسی طرح ٹیلیچری میں ۱۹ تا ۲۴ فروری ۵ دنوں کا Flower Show ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ کو بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو لٹریچر دیا گیا اور پیغام حق پہنچایا۔ پانچ ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ ہمارے زون کی جملہ ۹ جماعتوں اور مبلغین کرام نے بھرپور تعاون دیا۔ غیر احمدی مولویوں کی شدید مخالفت کے باوجود ہمارا سٹال بہت کامیاب رہا۔ (زونل انچارج کنانور کیرالہ)

ننگلہ گھنو (یوپی) میں تربیتی جلسہ

مورخہ 9.4.04 کو بعد نماز مغرب وعشاء مکرم صفدر خان صاحب سابق صدر جماعت ننگلہ گھنو کے گھر میں ایک تربیتی اجلاس مکرم انیس احمد خان صاحب سرکل انچارج تھراج موگا پنجاب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا تلاوت قرآن پاک ونظم کے بعد خاکسار غوث الدین معلم مکرم کلو خان صاحب مکرم گل بہادر خان صاحب اور مکرم نسیم احمد صاحب معلم نے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی آخر پر صدر صاحب اجلاس نے تقریر تربیت اولاد کے عنوان پر روشنی ڈالی اور دعا کروائی اس کے بعد تمام حاضرین جلسہ کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام برائے انصار اللہ بھارت

ماہ جولائی اگست کیلئے کتاب ازالہ اوہام نصف اوّل مقرر ہے۔ انصار اس کے مطابق مذکورہ کتب کا مطالعہ کریں۔ اور زعماء کرام مذکورہ کتب کے درس کا اپنی مجلس میں اہتمام کر کے اپنی رپورٹ سے دفتر انصار اللہ بھارت کو مطلع فرمائے۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت)

لجنہ اماء اللہ شکر آباد بنگال کا تربیتی جلسہ

19.2.04 کو مکرمہ محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ بھارت کی زیر صدارت جماعت احمدیہ شکر آباد میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ مکرمہ رابعہ سیف صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بیربھوم زون کی تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ اور محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ صوبہ بنگال نے تقریر کی اور محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ بھارت نے تقریر کی۔ بعدہ سوال وجواب کا سلسلہ غیر احمدی مستورات کی طرف سے جاری ہوا اور صدر صاحبہ لجنہ بھارت نے ان کے تسلی بخش جواب دئے اور بنگال کی عورتوں کی دین کے معاملہ میں جان کاری پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس پروگرام میں 175 مستورات شریک ہوئیں تھیں۔

اسی روز صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت جماعت احمدیہ ماڑگرام میں تربیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ میں تربیت اولاد اور لجنہ کی ذمہ داری پر تقریر کی اس جلسہ میں بھی کافی لجنہ شریک ہوئیں۔

20.2.04 کو احمدیہ مسلم مشن نل ہٹی بیربھوم سرکل میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ زونل کی زیر نگرانی بیربھوم کی تمام صدر صاحبات لجنہ کو مدعو کیا گیا جس میں 175 لجنہ کی نمائندگان نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر محترمہ صدر صاحبہ لجنہ بھارت کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک ونظم کے بعد وقت کے مناسبت سے محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے تربیت اولاد اور لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

درج ذیل جماعتوں نے اپنے ہاں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود منعقد کئے اور تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بھجوائیں۔ جماعت احمدیہ ممبئی۔ تمڑپلی۔ بھدرواہ۔ چنتہ کنٹہ۔ خانپور ملکی۔ جے پور۔ بہوہ۔ چھتیس گڑھ۔ پنکال۔ بھونیشور۔ بھاگلپور۔ جمشید پور۔ رانچی۔ راجوری۔ وارڈ نمبر ۴۔ دہلی دہری رلیوٹ۔ رشی نگر۔ ستان کلم۔ ساونت واڑی۔ سملیہ۔ سونگھڑہ۔ کنڈور۔ وڈمان۔ ہسری۔ ناصر آباد۔ مونگھیر۔ کوڈی تھور۔ کلکتہ۔ یمنا نگر۔ کالیکٹ۔ ہارس۔

لجنہ و ناصرات الاحمدیہ۔ خانپور ملکی۔ بنارس۔ بھدرک۔ بلاری۔ دیودرگ۔ وڈمان۔ کٹک۔ میلا پالم۔ قادیان۔ کوچین۔ میڈیکری۔ مینکوٹی۔ کانپور۔ کیرنگ۔ لجنہ اندورہ۔ برہ پور۔ بھونیشور۔ برونی ممبئی۔ بھدرواہ۔ پنکال۔ چنتہ کنٹہ برہ پورہ۔ تیماپور۔ پٹنہ۔ امروہہ۔ چارکوٹ۔ جمشید پور۔ الانکور۔ دہلی۔ دھواں ساہی۔ شیموگہ۔ سورب۔ ساگر۔ شاہ آباد۔ محبوب نگر۔ کرولائی۔ کاوارتھی۔ کوبمی۔ مونگھیر۔ کلکتہ۔ مانیکا گوڑا۔ کنورٹی۔ مجلس خدام الاحمدیہ وانصار اللہ آسنور۔ شورت۔ سیتاپور۔ اطفال الاحمدیہ وناصرات کوڈالی۔ ناصر آباد۔ گلبرگہ۔

جلسہ مسیح موعود

جماعت احمدیہ جے پور۔ بنگلور۔ سیتاپور۔ سونگھڑہ۔ ساونت واڑی۔ وڈمان۔ مونگھیر۔ یادگیر۔

لجنہ و ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد۔ بلاری۔ کالیکٹ۔ یادگیر۔ کلکتہ۔ گلبرگہ۔ کیرنگ لجنہ اماء اللہ بھاگلپور۔ برہ پورہ۔ سرینگر۔ ساگر۔ کوبمی۔ کرڈاپلی۔ ناصرات الاحمدیہ کوچین۔

اعلان نکاح

★ مورخہ ۴ دسمبر ۲۰۰۳ء کو بعد نماز ظہر محلہ احمدیہ یادگیر میں محترمہ قمر النساء صاحبہ بنت مکرم عبدالمجید صاحب مرحوم یادگیر کا نکاح ہمراہ نیاز احمد صاحب ولد مظفر احمد صاحب تیماپور مبلغ -/11151 روپے پر مکرم مولوی شیخ محمد ذکریا صاحب مبلغ یادگیر نے پڑھا۔ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۱۵۱ روپے) محمود احمد گلبرگی نمائندہ بدر یادگیر)

☆ -مورخہ ۲۰ مئی ۰۴ء کو محترم رفعت اللہ صاحب غوری نے عزیزم جمیل احمد تیرگر ابن مکرم فضل احمد صاحب تیرگر کا نکاح عزیزہ ناصرہ بیگم بنت مکرم محمد الیاس صاحب فراش کے ہمراہ مبلغ -/5151 روپے مہر پر پڑھا اللہ تعالیٰ رشتہ کو بابرکت بنائے۔ (اعانت بدر -/۱۰۰)

☆ -مورخہ ۹ مئی ۰۴ء کو مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے عزیزم محمد رفیع گڈے ابن مکرم عبدالرشید صاحب گڈے مرحوم کا نکاح عزیزہ عائشہ بیگم بنت مکرم محمد عثمان صاحب جنگوی کے ساتھ مبلغ -/18051 روپے حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت کرے۔ (محمود احمد گلبرگی)

★ مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب سگری ابن مکرم محمد عبدالسلیم صاحب سگری امیر جماعت احمدیہ یادگیر کا نکاح عزیزہ راضیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد کریم اللہ نوجوان صاحب مرحوم ساکن مدراس (تامل ناڈو) کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ 11.5.04 کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ احباب سے اس نکاح کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔ (بشارت احمد حیدر قادیان)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ھذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15279: میں نور بیگم زوجہ محمد صادق صاحب قوم بھٹی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ دھری رلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۰۴-۲-۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) حق مہر -/۲۰۰ روپے جو خاوند سے وصول کرلیا ہے (۲) زیور چاندی کا ہار گلے کا، وزن ۲۵۰ گرام قیمت اندازاً دو ہزار پانچ صد روپے (۳) زمین ۱۸ کنال جو خاوند کے نام ہے اس میں سے انہوں نے ۹ کنال زمین مجھے دے دی ہے اس طرح میری جائیداد 9 کنال زمین ہے جس کی اندازاً قیمت -/45000 روپے ہے گھر کی آمدنی اور بچوں کی طرف سے ملنے والا سالانہ خرچ -/5000 روپے ہے میں تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی نیز اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی میری وصیت ۰۴-۲-۲۶ سے نافذ العمل ہوگی۔ زمین کا خسرہ نمبر 549 ہے۔

میرا گذارہ آمد از جائیداد سالانہ -/5000 ہے۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱۶/۱ اور ماہوار آمد پر ۱۰/۱ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شدہ	الامۃ	گواہ شد
محمد صادق	نور بیگم زوجہ محمد صادق	شفاعت احمد معلم

وصیت نمبر 15280: میں مبشر احمد خادم ولد محترم مولانا بشیر احمد صاحب خادم مرحوم قوم احمدی پیشہ طالب علم جامعہ احمدیہ عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۰۴-۲-۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

محترم والد صاحب مولانا بشیر احمد صاحب خادم درویش وفات پاچکے ہیں۔ والدہ محترمہ حیات ہیں فی الحال کوئی جائیداد نہیں ہے۔ بعد میں اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دوں گا۔

میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/400 ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱۶/۱ اور ماہوار آمد پر ۱۰/۱ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت ماہ فروری ۲۰۰۴ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شدہ	العبد	گواہ شد
جاوید اقبال اختر چیمہ	مبشر احمد خادم	شریف احمد امّن

وصیت نمبر 15281: میں وی اے محمد یوسف ولد محترم آئی عبد القادر صاحب قوم احمدی مسلم پیشہ ملازمت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۹ء ساکن مدراس ڈاکخانہ مدراس ضلع مدراس صوبہ تامل ناڈو۔ آج مورخہ ۰۳-۱۰-۱۲ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں۔

میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/5500 روپے ہے۔ میں ہیوی ویکل فیکٹری آرڈی مدراس میں ملازمت کرتا ہوں۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱۶/۱ اور ماہوار آمد پر ۱۰/۱ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سلطان احمد صاحب	وی اے محمد یوسف	محمد ایوب

38واں جلسہ سالانہ یوکے 2004

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال اڑتیسواں جلسہ سالانہ یوکے مورخہ 31/30 جولائی اور یکم اگست 2004 بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ لندن (یوکے) میں منعقد ہوگا۔ مورخہ 4.4.04 کو بھجوائے جاچکے ہیں۔ اس جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

۲۷واں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت قادیان ۲۰۰۴ء

مورخہ یکم دو اور تین اکتوبر کو منعقد ہوگا

جملہ اراکین مجالس انصاراللہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ۲۷ویں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت کے انعقاد کیلئے یکم ۲ اور ۳ راکتوبر ۲۰۰۴ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

جملہ اراکین مجالس انصاراللہ بھارت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اور للّہی اجتماع میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کردیں۔ اور اس اجتماع کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دُعائیں بھی کرتے رہیں۔ اجتماع سے متعلق ضروری ہدایات مجالس کو بھجوائی جارہی ہیں۔ (صدر مجلس انصاراللہ بھارت)

معاصرین کی آراء:

پولیس حراست میں اموات

اخبار امر اُجالا جالندھر اپنے اداریہ 10 جون میں پنجاب کے بلاچور مقام پر پولیس حراست میں چند یوم قبل ایک شخص کے قتل کا ذکر کر کے لکھتا ہے۔

''پنجاب میں انسانی حقوق کے غصب کئے جانے کے واقعات دنوں دن بڑھتے جارہے ہیں پولیس کی حراست میں ہونے والی موتیں اس کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں پنجاب میں پولیس کی بربریت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ وہ جب چاہے کسی کو بھی پوچھ تاچھ کے نام پر اُٹھا کر لے جاتی ہے پٹائی کرتی ہے اور بعد میں شور مچانے پر کسی کو کچھ نہ بتانے کی دھمکی دے کر چھوڑ دیتی ہے پولیس کی پٹائی سے اگر کوئی شخص مرجاتا ہے تو پولیس والے اس موت کو خودکشی ثابت کرنے کیلئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

پولیس حراست میں ہونے والی ان اموات پر سپریم کورٹ پہلے ہی فکرمندی کا اظہار کرچکی ہے دو سال قبل انسانی حقوق کمیشن نے بھی اس کے متعلق شور مچایا تھا لیکن آئے دن ہونے والے واقعات چند دنوں اخبارات کی سرخیوں میں رہ کر پھر ختم ہوجاتے ہیں عام لوگ بھی ان واقعات پہ چپی سادھ لیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان اموات کے ذمہ دار لوگ پھر کھلے عام اپنی کالی کرتوتوں کو انجام دینے لگتے ہیں۔''

تقریب آمین

خاکسار کی دوسری پوتی عزیزہ عمرانہ شکور سلمہا عمر ۶ سال کی تقریب آمین مسجد احمدیہ سرینگر میں برموقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بتاریخ ۱۴ مئی بروز اتوار منعقد ہوئی۔ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز رئیس التبلیغ کشمیر نے عزیزہ موصوفہ سے قرآن مجید کے ایک حصہ کی تلاوت سنی اور دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ سلمہا کو حقیقی معنوں میں قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھ کر اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (عبدالسلام ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر)

دعاؤں کے طالب

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی — اسد محمود بانی

کلکتہ

BANI®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS

5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

قرآن سے بہرہ ور کراؤ نو مبائعین کو

میرے پیارے دوستو اُٹھو جگاتے ہیں تمہیں — بیعت جن کے ہاتھ پر کی وہ بلاتے ہیں تمہیں
حضور کا ارشاد ہے میرے پیارے دوستو — وقفِ عارضی میں تم کچھ نہ کچھ تو وقت دو
مجلسِ انصار کا کوئی رُکن ایسا نہ ہو — کم سے کم قرآن جن کو ناظرہ آتا نہ ہو
ناظرہ گر جانتے ہو ترجمہ بھی پڑھو — قرآن کی تفسیر تم کو جاننے کا ذوق ہو
قرآن کا اُردو میں بھی موجود ہے ترجمہ — تا کہ اِس کے پڑھنے میں تمہیں کوئی مشکل نہ ہو
خَیرُکُم مَنْ تَعَلَّمَ القُرآن وَعَلَّمَہٗ — ارشاد ہے حضرت رسول پاک کا اے دوستو!
تم سے بہتر ہے وہی انسان میرے دوستو — قرآن کو سیکھ کر اوروں کو سکھلاتا ہے جو
قرآن سے بہرہ ور کراؤ نو مبائعین کو — زندگی کا کیا بھروسہ آج ہو تم کل نہ ہو
دین کی راہ میں تم ہفتے دو کے ہی لئے — وقف عارضی میں اپنے وقت سے کچھ وقت دو
اِن کی تربیت کا اب انصار پر ہے انحصار — اِن کی تربیت کی خاطر کچھ نہ کچھ حصہ تو لو
قرآن کے پڑھنے پڑھانے اور وقف عارضی سے — پھر مکرّر ہے گذارش اس سے تم غافل نہ ہو
کم سے کم انصار کا کوئی رُکن ایسا نہ ہو — بے علم اَن پڑھ اور جاہلوں جیسا نہ ہو
قرآن کی کلاس لیتے ہیں امیرالمومنین — ایم ٹی اے سے بھی روزانہ استفادہ تم کرو

یاد دہانی کرواتا ہے مبشّر پھر تمہیں
حضور کے ارشاد پر لبیک سب مل کر کہو

(محمود احمد مبشّر درویش قادیان)

یورپی ممالک میں اپنی پہچان کیلئے لڑتے ایشیائی

آئے دن خبریں آتی رہتی ہیں کہ یورپ کے ممالک میں ایشیائی لوگ اپنی پہچان کیلئے قانونی لڑائی کرتے ہیں اور ہار جاتے ہیں۔ گذشتہ دنوں فرانس میں لڑکیوں کے سکارف پہن کر سکولوں میں جانے کا معاملہ تھا اس میں وہاں کے مسلمان اپنی قانونی لڑائی ہار گئے۔ بعض دفعہ سکولوں میں پگڑی اور کرپان وغیرہ رکھنے کا معاملہ سامنے آجاتا ہے کہیں ھندوؤں کے مندروں اور مورتیوں کے معاملہ میں ان کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اب حال ہی میں لندن کی ایک مسلم لڑکی کے سکول میں نقاب اوڑھ کر جانے کے معاملے میں اس کی قانونی ہار ہوئی ہے۔ اسکول کے منتظمین اور عدلیہ کا کہنا ہے کہ کسی لڑکی کا سکول میں بُرقعہ اوڑھ کر آنا اس کو دوسروں سے الگ دکھائے گا جس کے نتیجہ میں اس کی حفاظت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ دوسری طرف وہ باقی طلباء وطالبات سے اپنے ڈریس کے لحاظ سے الگ نظر آئے گی۔

یورپین ممالک آئے دن بعض ایشین اور دیگر ممالک کے متعلق دہائی دیتے ہیں کہ وہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہورہی ہیں لیکن ان کے اپنے ملکوں کا یہ حال ہے کہ معمولی معمولی باتوں میں بھی وہ اقلیتوں کی دلداری کا خیال نہیں رکھتے۔

دُعاءِ مغفرت

● میرے دادا جان مکرم سید محی الدین احمد صاحب وکیل مرحوم ومغفور آف رانچی جھارکھنڈ اور دادی جان صاحبہ حسینہ بیگم مرحومہ مغفورہ کی بلندی درجات اور اُن کی تمام اولاد عزیز واقارب اور لواحقین کی صحت وسلامتی اور دینی ودنیوی ترقیات عطاء ہونے اور سلسلہ احمدیہ کے مفید وجود بننے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ اعانت بدر-/200 روپے۔

(محمد جاوید بسری لوہرڈاگا)

● خاکسار کے والد محترم سید غوث صاحب حیدرآباد لمبی علالت کے بعد مورخہ ۱۸ اپریل ۲۰۰۴ کو صبح ۷ بجے اپنے مولیٰ حقیقی کو جاملے بہت ہی خوبیوں کے مالک نماز کے پابند تہجد گزار دُعا کرنے والے صابر شاکر تھے خاندان مسیح موعود علیہ السلام اور مرکزی نمائندگان سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ اپنے پیچھے ایک لڑکا اور چھ لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(سید احمد اشفاق حیدرآباد)

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

بقیہ صفحہ (16)

لینے کا حکم دیتا ہے وہ خودکشی کو ناجائز قرار دیتا ہے اور ایسے تمام افعال جو خودکشی کے مترادف ہوں اُن سے بھی منع کرتا ہے وہ مسلمان حکومتوں کو سرحدوں کی حفاظت رکھنے کا خاص طور پر حکم دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جنگ میں کبھی ابتدا نہ کی جائے لیکن اگر دشمن جنگ شروع کردے تو پھر پیچھے کبھی نہ ہٹا جائے۔ وہ شب خون مارنے سے منع کرتا ہے معاہدے کی پابندی کا سختی سے حکم دیتا ہے اور صلح کے تمام مواقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینے کی تاکید کرتا ہے قرآن کریم اپنے ملک کے یا غیر ملک کے افراد کو آزادی سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ صرف جنگی قیدیوں کے پکڑنے کی اجازت دیتا ہے مگر اس کے لئے بھی وہ شرط مقرر کرتا ہے ہر قیدی اپنے حصے کا جرمانہ ادا کرکے آزاد ہونے کا حق رکھتا ہے کسی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ باوجود اس کے کہ کوئی قیدی اپنے جرمانہ کی رقم ادا کردے پھر بھی اس کو قید رکھ سکے لیکن اگر کوئی شخص جو ایک ظالمانہ جنگ میں شریک ہوجائے اپنے حصہ کا جرمانہ ادا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ تو پھر قرآن کریم اس کے لئے یہ حکم دیتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو اجازت دی جائے کہ وہ کمائی کرکے اپنا جرمانہ ادا کردے اور جو ایسا کرنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا اس کیلئے اسلام مومنوں کو حکم دیتا ہے کہ اسکی مدد کریں اور اس کو قید سے جلد آزاد کرانے کی صورت پیدا کریں لیکن اگر کوئی ایسا قیدی خود ہی اپنے لئے آزادی کو پسند نہیں کرتا اور ایک مسلمان کے گھر میں رہنے کو اپنے ملک میں واپس جانے سے زیادہ پسند کرتا ہے تو قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ اس کے ساتھ انصاف کا سلوک کیا جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ تشریح فرماتے ہیں کہ جیسا کھانا تم خود کھاتے ہو ویسا ہی کھانا اسے کھلاؤ اور جیسے کپڑے تم خود پہنتے ہو ویسے ہی کپڑے اُسے پہناؤ اور جس سواری پر تم خود چڑھتے ہو اُس سواری پر اُسے چڑھاؤ قرآن کریم قوموں میں مساوات پر خاص زور دیتا ہے قرآن پہلی کتاب ہے جو بنی نوع انسان کو بحیثیت بنی نوع انسان کے ایک گروہ قرار دیتا ہے قرآن کہتا ہے کہ بیشک مختلف قومیں ہیں اور مختلف ملک ہیں مگر یہ امتیاز صرف پہچاننے کے لئے ہیں حقیقتاً تمام انسان ایک درجہ کے ہیں اور ان کو ایک درجہ دینا چاہئے اور فرماتا ہے کہ کوئی قوم اپنے نسلی امتیاز کی وجہ سے دوسری قوم پر اپنے آپ کو فوقیت نہ دے۔ کوئی گروہ اپنی اقتصادی ترقی یا کسی اور درجہ سے دوسرے سے اپنے آپ کو ممتاز نہ سمجھے ورنہ ایسے لوگ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کا قانون ایک دن اُن کو ضرور نیچا کردے گا اور جن کو وہ ادنی سمجھتے ہیں ان کو وہ ان پر فوقیت عطا کرے گا کیسی اعلیٰ درجہ کی یہ تعلیم ہے اور دنیا میں امن کے قیام کا کیسا بہترین ذریعہ ہے قرآن کریم اُن تمام لہو ولعب کی چیزوں سے روکتا ہے جو انسان کے سنجیدگی سے کام کرنے کے رستہ میں حائل ہوتی ہیں وہ جوا اور شراب اور ہر قسم کی لہو لعب کی باتوں سے منع کرتا ہے وہ مردوں کو زیورات اور ریشم پہننے سے روکتا ہے اور عورتوں کو نہایت ہی محدود طور پر اس کی اجازت دیتا ہے۔

قرآن کریم وہ کتاب ہے جو انسان کی رُوح اور اُسکی پیدائش کے متعلق مکمل بحث فرماتی ہے۔ اس بارہ میں دوسری کتب یا تو خاموش ہیں یا قیاس آرائیوں پر اکتفا کرتی ہیں۔ (دیباچہ تفسیر القرآن)

درخواست دعا

مکرم خالد احمد صاحب آف جرمنی اپنی اور اہل وعیال کی صحت وتندرستی درازیٔ عمر بچگان زکیہ ملاحت قرۃ العین، شاہدہ حنا، صدف بشریٰ، عمیر احمد، عاقب احمد کی امتحان میں کامیابی اور روشن مستقبل ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں اسی طرح برادرم مکرم نصیر احمد صاحب آف جرمنی اپنی اور اہل وعیال کی صحت وتندرستی اور کاروبار میں برکت اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر ۱۰۰ روپے)

(قریشی محمد فضل اللہ قادیان)

اعزاز ودرخواست دُعا

پچھلے کئی سالوں سے کیرلہ کے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے درمیان ضلعی اور صوبائی سطح پر مختلف علمی وثقافتی مقابلہ جات ہوتے ہیں۔ اس میں اوّل اور دوئم اور سوئم آنے والے طلباء وطالبات کو انعام دیئے جاتے ہیں امسال بھی اِس مہینہ میں یہ مقابلہ جات ہوئے۔ ان مقابلہ جات کو تمام اخبارات بہت اہمیت دے کر طلباء وطالبات کی بہت ہمت افزائی کرتے ہیں۔ امسال ضلعی سطح پر ہوئے اُردو نظم خوانی کے مقابلہ میں ناصرات الاحمدیہ کالیکٹ کی رُکن عزیزہ سعدیہ نوری کو کالیکٹ ضلع میں اوّل اور اس کے بعد سٹیٹ (صوبائی) سطح پر ہوئے مقابلوں میں دوئم پوزیشن حاصل ہوئی۔ اِن دونوں مقابلہ میں بچی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نظم

برے درد کی جو دوا کرے — کوئی ایسا شخص ہوا کرے

نہایت خوش الحانی سے پڑھی تھی۔ انعام حاصل ہونے کے بعد بچی کو مبارکبادی دیتے ہوئے ججوں نے اور مقابلہ میں حصہ لینے والے طلباء کے Guardians نے اِس نظم کی بہت تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اِس نظم میں کوئی ناقابل بیان خصوصیت اور خوبی ہے۔ عزیزہ کی کامیابی کی خبر تصویر کے ساتھ تمام اخبارات نے شائع کی تھی۔ عزیزہ سعدیہ نوری مکرم کے اے نذیر احمد صاحب اور مکرمہ ٹی سعیدہ نذیر صاحبہ کی صاحبزادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز وانعام بچی کیلئے اور اُس کے والدین کیلئے بہت بہت مبارک فرمائے۔ آمین (امۃ الحفیظ عمر صدر لجنہ اماء اللہ کیرلہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 53 Tuesday, 22/29 June 2004 Issue No 25/26

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ کوشش کریں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کا شوق پیدا ہونا چاہئے خاص طور پر نوجوانوں کو اس طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸/ جون ۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

قادیان ۱۸/جون (ایم ٹی اے) آج سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حصول علم کی اہمیت و فضیلت پر ایمان افروز نصائح بیان فرمائیں تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی فتعال اللہ الملک الحق ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یُقضَ الیک وحیہ وقل رب زدنی علما کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ یوں بیان فرمایا پس اللہ سچا بادشاہ بہت رفیع الشان ہے پس قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کردی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھے علم میں بڑھا دے۔(طٰہٰ ۱۱۵)

پھر فرمایا جو دُعا اس آیت میں سکھائی گئی ہے وہ ہے ربّ زدنی علما اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ دُعا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے یہ صرف دُعا نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور علم میں اضافہ کا عمل شروع ہو جائے گا بلکہ اس میں مومنوں کو یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو اللہ تعالیٰ حقائق الاشیاء کے راستے کھول دے گا فرمایا کہ دُعا صرف طالب علموں کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی دُعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے علم میں اضافہ فرماتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اطلبوا العلم من المھد الی الحد بچپن سے لیکر مرتے دم تک علم حاصل کرو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم سکھانے والا تھا قرآن مجید جیسی کتاب آپ پر نازل فرمائی جس میں گذشتہ تاریخ کا بھی ذکر ہے اور آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں بھی ہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہے کہ رب زدنی علما کی دُعا کرو فرمایا ہر انسان کی استعداد کے مطابق اس دُعا کی قبولیت کا دائرہ ہے وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال قبل بتائے گئے تھے آج انسان کے علم میں آرہے ہیں فرمایا آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم کے حقائق و معارف عطا فرمائے ہیں اس کیلئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دُعا بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ ان حقائق و معارف سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمائے۔ فرمایا اس کے لئے عمر کی کوئی شرط نہیں ہر عمر کے احمدی ان خزانوں سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں علم الٰہی سے عطا فرمائے ہیں ان خزانوں کی طرف رجوع کریں ان کو پڑھیں ان پر چل کر ہم قرآن کے علم میں ترقی کرسکتے ہیں اور پھر اس قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے راستے کھل جاتے ہیں اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کا شوق پیدا ہونا چاہئے خاص طور پر نوجوانوں کو اس طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے ہر احمدی محقق جب اپنے دنیاوی علم کے ساتھ اس دینی تحقیق کو ساتھ ملائے گا تو اس کیلئے تحقیق کے نئے نئے راستے کھل جائیں گے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بعض احادیث مبارکہ بیان فرمائیں آپ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اچھا صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضور انور نے طلباء کو اساتذہ کی عزت کرنے کی نصیحت فرمائی اسی طرح حضور نے اساتذہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ علم کو صرف اپنی کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں کہ سکولوں میں تو پڑھائی کی طرف توجہ نہ دیں اور گھروں میں طلباء کو ٹویشن پڑھنے پر مجبور کریں پھر ان سے من مانی فیسیں وصول کریں فرمایا احمدی اساتذہ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور جو علم اللہ نے انہیں عطا کیا ہے اس میں کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ فرمایا ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب انسان کو کسی بات کا علم نہ ہو تو وہ صاف کہدے کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے بلکہ واللہ اعلم کہنے کا ارشاد ہے فرمایا اس میں اساتذہ کیلئے سبق ہے کہ تیاری کے بغیر نہیں پڑھانا چاہئے اور اگر کسی وجہ سے تیاری نہ کی گئی ہو اور کسی بات کا صحیح علم نہ ہو تو بہتر طریقہ یہی ہے کہ کہہ دو کہ مجھے اس کا علم نہیں آج میری تیاری نہیں ہے پھر پڑھا دوں گا۔

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ علم حاصل کرو اور علم حاصل کرنے کیلئے وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ اس میں طلباء کو نصیحت ہے کہ اساتذہ کی عزت کرو اور حصول علم میں وقار کو اپناؤ آج کل طلباء اپنے حقوق منوانے کیلئے سڑکوں پر اتر آتے ہیں اور توڑ پھوڑ کرتے ہیں یہ انتہائی غلط اور گھٹیا قسم کے طریقے ہیں اور اس وقار اور سکینت کے خلاف ہیں جو ایک طالب علم میں ہونا چاہئے فرمایا احمدی طلباء کو چاہئے کہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں جو سٹرائیک وغیرہ ہوتی ہیں ان میں حصہ نہ لیں احمدی طلباء کا ایک وقار ہونا چاہئے حضور اقدس نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل علم وہ ہے جس کے ساتھ تقویٰ ہو اور جو عمل کے ساتھ مزین ہو۔

حضور اقدس نے واقفین نو بچوں اور ان کے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اب وقفِ نو بچے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی عمر کے ہوگئے ہیں اس لئے ان کے والدین کو اور جماعت کو ان کی صحیح نگرانی کرنی چاہئے جو بچے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں ان کا تو پتہ چل جاتا ہے لیکن دوسرے شعبوں میں جانے والوں کا بعض دفعہ پتہ نہیں چلتا یا پھر وہ ایسے شعبوں میں دلچسپی ظاہر کرتے ہیں جن کی جماعت کو ضرورت نہیں پس ماں باپ کو چاہئے کہ وقف نو بچوں کو سمجھاتے رہیں کہ تم نے جماعت کیلئے مفید وجود بننا ہے فرمایا ہمیں واقفین نو بچوں کو ایسے دلائل سکھانے ہیں کہ وہ ان دلائل سے اسلام کے خلاف اُٹھنے والے اعتراضات اور معترضین کے منہ بند کردیں حضور اقدس نے فرمایا کہ عورتوں کو بھی اپنے علم میں اضافے کی کوشش کرنی چاہئے مائیں اپنے علم کو بڑھائیں اور اس علم سے اپنے بچوں کو بھی فائدہ پہنچائیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر دین کا علم حاصل کرنے اور اسے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے

113واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 26-27-28 دسمبر 2004ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 113ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2004ء (بروز اتوار سوموار منگل) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت: اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 16ویں مجلس مشاورت سیدنا حضور انور کی منظوری سے جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ 29 دسمبر 2004ء کو منعقد ہوگی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اور للّٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔ اور اس جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دُعائیں بھی کرتے رہیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے - صدر مجلس تحریک جدید - سابق وکیل اعلیٰ و صدر مجلس انصار اللہ

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب انتقال فرما گئے!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

احباب جماعت ہائے ہندوستان کو انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بھائی اور ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ماموں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۲۱ر جون ۲۰۰۴ء کو رات ساڑھے دس بجے بعمر ۹۰ سال انتقال فرما گئے آپ عرصہ سے صاحب فراش تھے اور کمزوری محسوس فرماتے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ کی پیدائش ۹ر مئی ۱۹۱۴ء کو حضرت اُم ناصر محمودہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بطن سے ہوئی تھی۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بنفسِ نفیس ان کی صاحبزادی کا رشتہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے طے فرمایا تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم مغفور کی تعلیم کی ابتداء پرائمری سکول قادیان سے شروع ہوئی پھر آپ مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا آپ اس امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اوّل آئے تھے۔ اس اعزاز پر آپ کے والد ماجد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ آپ کو تقریباً ہر سفر میں ساتھ رکھتے تھے اور آپ کی تعلیم و تربیت پر بھی گہری نظر رکھتے تھے آپ نے اپنے بچپن اور جوانی میں قادیان میں ہاکی، کرکٹ، والی بال، ٹینس غرض ہر قسم کی کھیل میں حصہ لیا۔ قادیان کی ہاکی ٹیم ان دنوں پنجاب کی بہترین ٹیم سمجھی جاتی تھی اس ٹیم کے آپ کیپٹن تھے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ بچپن سے ہی آپ اعلیٰ اخلاق اور خدمتِ دین کے جذبہ سے مزین تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مولوی فاضل اور گریجویشن کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کر دی اور تحریک جدید سے اپنی گرانقدر خدمات کا آغاز فرمایا آپ نے تحریک جدید کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پائی جن میں بطور وکیل الصنعت وکیل زراعت وکیل التبشیر والتجارت وکیل الدیوان وکیل اعلیٰ اور صدر مجلس تحریک جدید نمایاں ہیں آپ ایک عرصہ تک صدر مجلس انصار اللہ بھی رہے۔

آپ نے بطور وکیل التبشیر متعدد بیرونی ممالک کے دورہ جات کے دوران کئی ممالک میں جماعت کا استحکام کیا اور مختلف مشن ہاؤسز اور مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تاریخی اُمور سرانجام دیئے۔

اِس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اے لوگو! عیشِ دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دُنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

اِس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کیلئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزّت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کے موقعہ پر آپ کے خطابات بھی آپ کی خدمت کا ایک اہم حصہ ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعودؓ کی شخصیت کے گہرے اور انمٹ نقوش آپ کی ذات میں موجود تھے آپ نے اعلیٰ اصولوں اور تربیت کے سائے تلے پرورش پائی آپ کے بلند کردار اور اخلاق اور کارہائے نمایاں اس بات کا ثبوت ہیں۔ نصف صدی سے زائد خدمت سرانجام دے کر نوے سال کی عمر میں خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ چشم و چراغ اور جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام قرب سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ بدر افسوس کے اس موقع پر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، آپ کی والدہ ماجدہ، قادیان میں مقیم آپ کے بھائی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ان کے اہل و عیال سے، اسی طرح جملہ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور احباب جماعت عالمگیر سے دُکھ کے اس موقع پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان دارالامان میں یہ افسوسناک اطلاع ۲۲ر جون کو صبح قریباً گیارہ بجے ملی جس سے قادیان کے تمام ماحول پر افسوس چھا گیا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اور دیگر ذیلی تنظیموں کے دفاتر جو کھلے تھے اسی وقت بند کر دیئے گئے روزنامہ الفضل ربوہ کی اطلاع کے مطابق آپ کی نماز جنازہ ۲۳ر جون کو بعد نماز فجر مسجد مبارک میں ادا کی جائے گی۔ قادیان میں ۲۵ر جون کو بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ غائب ادا کی جائے گی۔